صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز پیر مورخہ 2 مارچ 2009 بمطابق 4 ربیع الاول 1430 ہجری صبح گیارہ بجے منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، کرامت اللہ خان مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيۡطَـٰنِ ٱلرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

إِن يَمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ ٱلۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهُۥ ۚ وَتِلۡكَ ٱلۡأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ ٱلنَّاسِ وَلِيَعۡلَمَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَيَتَّخِذَ مِنكُمۡ شُهَدَآءَ ۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ ٱلظَّـٰلِمِينَO وَلِيُمَحِّصَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَيَمۡحَقَ ٱلۡكَـٰفِرِينَ۔

(ترجمہ): اگر تمہیں زخم (شکست) لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا زخم لگ چکا ہے اور یہ دن ہیں کہ ہم ان کو لوگوں میں بدلتے رہتے ہیں اور اس سے یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو متمیز کر دے اور تم میں سے گواہ بنائے اور خدا بے انصافوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی مقصود تھا کہ خدا ایمان والوں کو خالص (مومن) بنادے اور کافروں کو نابود کر دے۔

حلف وفاداری/رکنیت

جناب سپیکر: میں امتیاز خان شاہ گئی، منتخب ممبر صاحب کو پورے ایوان کی طرف سے خوش آمدید کہتا ہوں اوران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی سیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر حلف اٹھائیں۔

(اس مرحلہ پر منتخب رکن صوبائی اسمبلی نے حلف لیااور رجسٹر میں اپنے دستخط ثبت کئے)

(تالیاں)

انجینئر جاوید اقبال ترکئی: جناب سپیکر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یو منٹ جی۔

انجینئر جاوید اقبال ترکئی: جناب سپیکر صاحب!-----

جناب سپیکر: چه دا ' پراسس' مکمل شی نو بیا------

انجینئر جاوید اقبال ترکئی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: مبارک ہو جی۔ مبارک شئ جی، ډیر ډیر مبارک شئ۔

(تالیاں)

دعائے مغفرت

جناب پرویز خٹک (وزیر آبپاشی): جناب سپیکر، د ټولو نه اول خو عالمزیب خان شهید شوے دے، د هغه په حق کښے دعا اوکړئ نو بیا نوره کارروائی کوئ۔

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر، زمونږه یو صحافی شهید شوے دے۔

جناب سپیکر: او جی۔ مفتی کفایت اللہ صاحب! آپ دعا فرمائیں، جتنے بھی ہمارے شہید بھائی ہیں، ان سب کیلئے جو نام پکارے گئے ہیں، آپ دعا فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر سب شہدا کیلئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: ثاقب اللہ خان چمکنی کو ذرا موقع دے دیں، وہ بھی کھڑے ہیں۔ جی، ثاقب اللہ خان چمکنی صاحب۔

<u>جناب ثاقب اللہ خان چمکنی:</u> ډیره مهربانی، سر۔ زۀ ریکویسټ کوم چه رول 124، سب رول (2) د Suspend شی چه زۀ دا ریزولیوشن پیش کړم۔ دا یو متفقه ریزولیوشن دے جی۔

<u>جناب سپیکر:</u> دا ریزولیوشن تاسو۔۔۔۔۔

<u>جناب ثاقب اللہ خان چمکنی:</u> دا قرارداد دے جی مشترکه، عالمزیب حاجی صاحب ته خراج تحسین پیش کوم جی۔ تاسو له دا درکومه جی۔

<u>جناب سپیکر:</u> ثاقب اللّٰه خان! تاسو یو منټ ما له راکړئ جی چه دا هاؤس Complete کړو، دا 'پینل آف چیئرمین' چه 'اناؤنس' کړو نو دے پسے دا تاسو راکړئ او دا کاپی هم ما ته راکړئ۔

مسند نشین حضرات کی نامزدگی

<u>Mr. Speaker:</u> Item No. 4, 'Panel of Chairmen'. In pursuance of sub rule (1) of rule 14 of the Provincial Assembly of North-West Frontier Province Procedure and Conduct of Business Rules, 1988, I hereby nominate the following Members, in order of priority, to form a 'Panel of Chairmen' for the current session:-

(1) Dr. Zakirullah Khan;
(2) Mr. Saqibullah Khan Chamkani;
(3) Haji Qalandar Khan Lodhi; and
(4) Mr. Gulistan Khan.

عرضداشتوں کے بارے میں مجلس کی تشکیل

<u>Mr. Speaker:</u> Item No. 5, 'Committee on Petitions'. In pursuance of rule 116 of the Provincial Assembly of the North-West Frontier Province Procedure and Conduct of Business Rules 1988, I hereby constitute a 'Committee on Petitions' comprising the following Members under the chairmanship of Mr. Khushdil Khan Advocate, honourable Deputy Speaker:-

1 Mr. Abdul Akbar Khan;
2 Sardar Aurangzeb Khan Nalotha;
3 Mr. Gulistan Khan;
4 Ms:Yasmeen Zia;
5 Mr. Sikandar Hayat Khan Sherpao; and
6 Mr. Inayatulah Khan Jadoon;

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، ثاقب اللہ خان چمکنی۔

قاعدہ کا معطل کیا جانا

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: زۂ ریکویسٹ کومہ جی تاسو تہ چہ رول 124، سب رول (2) ریلیکس کړئ چہ زۂ دا قرارداد Move کړمہ جی پہ اسمبلی کښے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر صاحب نے رول 124 کو رول 240 کے تحت Suspend کرنے کی التجاء کی ہے تاکہ ان کو قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے، آیا معزز ایوان اس کی اجازت دیتا ہے؟ جو اس کے حق میں ہیں، وہ 'ہاں' میں جواب دیں اور جو اس کی مخالفت میں ہیں، وہ 'ناں' میں جواب دیں۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: جی ہاں، قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

قرارداد

جناب ثاقب اللہ خان چمکنی: ډیرہ مہربانی، جناب سپیکر صاحب۔ دا قرارداد زمونږہ پینځویشت ممبرانو ' سائن' کړے دے خو زۂ بہ ریکویسټ کومہ ټولو تہ ځکہ چہ زۂ ټولو تہ او نہ رسیدم کہ دا ټول یوځائے یو Joint unanimous resolution راوړی نو ډیرہ مہربانی بہ وی۔ زمونږہ مرحوم شہید عالمزیب حاجی صاحب بہتر سړے وو، بہتر انسان وو، خدائے ورلہ بہتر مرگ ہم ورکړو او خدائے د د ھغہ قربانی مونږہ ټولو تہ، زمونږہ دے زمکے تہ د ھغے جزا ورکړی۔ سر، زۂ قرارداد تاسو تہ وایمہ۔

"یہ اسمبلی مرحوم عالمزیب خان، سابقہ ممبر صوبائی اسمبلی کو ان کی اصول پسندی، عدم تشدد اور پختون قوم کی بقاء کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کرنے پر خراج عقیدت پیش کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت کیلئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالی ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی شہادت میں ملوث شرپسند عناصر کے مکروہ اور بزدلانہ فعل کی شدید مذمت کرتی ہے، نیز یہ اسمبلی ان تمام مرحومین جنہوں نے امن کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے، کی بھی ستائش کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ

بزرگ و برتر تمام ملک میں عموماً اور ہمارے صوبے پختونخوا/ صوبہ سرحد میں خصوصاً امن قائم کرے۔"
آمین۔ ډیره مهربانی جی۔

Mr. Speaker: The motion before the house is that the resolution moved by the honorable Member may be adopted? Those who are in favour of it may say 'Yes' and those against it may say 'No'.

(The motion was carried)

Mr Speaker: The 'Ayes' have it. The resolution is adopted unanimously.

انجینئر جاوید اقبال ترکئ: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ہاں جی۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: یو منټ۔ جاوید صاحب! تاسو څه وئیل، تاسو د رے ځله پاڅیدئ؟

انجینئر جاوید اقبال ترکئ: ستاسو آرډر دے۔

جناب سپیکر: جی، جی۔

انجینئر جاوید اقبال ترکئ: زما سره جی ډیر زیاتے ظلم زیاتے کیږی۔ زما په حلقه کښے چه کوم غریب زما 'سپورټرز' دی، هغوی Victimize کیږی، Political victimization شروع دے۔ ما مخکښے هم د دے Complaint کړے وو د هاؤس په فلور باندے۔ اوس هم زهٔ څکه لیټ راغلم چه زما په حجره کښے ډیر خلق راغونډ شوی وو، زمونږ د کالو خان، چه کوم زما د Constituency هیډکوارټر دے او هلته پولیس سټیشن دے، هلته پولیس والا غنډه ګان شوی دی، زما چه څومره 'سپورټرز' دی، مخکښے به ئے ایف آئی آر کټ کولو، اوس ئے وهی ټکوی ئے او الټا ئے زوړندوی۔ دا څنګه جمهوریت دے، ما څه چل کړے دے؟ ما الیکشن ګټلے دے او الیکشن مے کړے دے۔ زهٔ به بیا هم الیکشن کومه انشاء الله او بیا به ئے هم ګټمه۔ (تالیاں) دا مخکښے هم ما په فلور باندے راوستے وه اود دے د انکوائری اوشی۔ زهٔ میډیا ته هم ریکویسټ کومه چه راشی او هلته د سروے اوکړی۔ 'هیومن رائټس' ته هم وایمه چه هغوی راشی او هغوی د هلته سروے اوکړی چه دا زهٔ صحیح وایمه او که غلط وایمه؟ د پولیس نه

غنډه ګان جوړ شوی دی، هلته یو ایس ایچ او دے، ډپټی ایس ایچ او، like the second one، هغه د ځان نه غنډه جوړ کړے دے خو زهٔ دا 'وارننګ' ورکوم ګورنمنټ له که زهٔ په جلسه جلوسونو باندے راا او وتم نو واللہ که بیا ما څوک هم کنټرول کړی۔۔۔۔

<u>جناب بشیر احمد بلور {سینئیر وزیر (بلدیات)}:</u> جناب سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی بشیر احمد بلور صاحب۔

<u>انجینئر جاوید اقبال ترکئ:</u> تاسو پرے ځان غلے کړے دے۔ ما مخکښے هم په دے فلور باندے وئیلی وو او اوس ئے هم وایمه، سی ایم ما ته وئیل چه زهٔ د 'پراونس' سی۔ایم یمه، "You are the C.M of your constituency" and he should honour his words, so what is happing? واک آؤټ کوم په دے دروازه باندے شاته زهٔ۔ والله چه دا خو This is so bad with me، تاسو د انصاف په کرسئ باندے ناست یئ، د دے انکوائری اوکړئ چه زما سره دا سے ولے کیږی؟

<u>جناب سپیکر:</u> لږ صبر اوکړه چه د ټریژری بنچز نه واورو نو بیا خیر دے که ستا تسلی او نه شی، جاوید صاحب، که ستاسو تسلی او نه شی نو بیا خیر دے واک آؤټ اوکړه۔ اول جواب واوره کنه، اول جواب واوره۔

(تالیاں)

(اس مرحلہ پر معزز رکن نے واک آوٹ کیا)

<u>سید محمد صابر شاہ:</u> جناب سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر:</u> جی پیر صابر شاہ صاحب۔ پیر صابر شاہ صاحب۔

صوبہ پنجاب میں گورنر راج کا نفاذ

<u>سید محمد صابر شاہ:</u> جناب سپیکر، میں آپکا مشکور ہوں، آپ نے مجھے فلور دے دیا جی۔ جناب سپیکر، میں آج اللہ کے فضل سے، یہ معزز ایوان آج سے دو سال پہلے، جو اٹھارہ فروری کو الیکشن ہوئے۔۔۔۔

<u>ایک آواز:</u> ایک سال پہلے۔

سید محمد صابر شاہ: جی ایک سال، ایک سال پہلے جو الیکشن ہوئے اور اس الیکشن کے نتیجے میں اس ملک کے اندر جمہوریت، جو آٹھ سال کی آمریت کے بعد مرکز میں اور چاروں صوبوں میں سیاسی حکومتیں جو ہیں، وہ وجود میں آئیں۔ جناب سپیکر، اگر پاکستان کی تاریخ پہ نظر دوڑائی جائے تو ہماری جو ساٹھ سالہ تاریخ ہے، اس تاریخ کے اندر جہاں ایک طرف بار بار کے مارشل لاؤں نے، آمریت نے اس ملک کو بالکل کھوکھلا کر کے رکھ دیا، وہاں دوسری طرف میں سمجھتا ہوں کہ ہماری سیاسی جماعتوں کے اور سیاسی قیادتوں کے جو رویے تھے، وہ غیر جمہوری تھے۔ ان کے جو ایک دوسرے کو برداشت نہ کرنے کے رویے تھے اور اقتدار تک پہنچنے کیلئے ہر جائز و ناجائز راستہ اختیار کرنے کے جو رویے تھے، ان رویوں نے ہمیشہ آمریت کیلئے راستہ ہموار کیا اور اس ملک میں اس کی تاریخ ہے کہ پانچ سال ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بھی حکومت مکمل نہیں کی اگرچہ ان کی مرضی پر اسمبلیاں Dissolve ہوئیں، الیکشن ہوئے لیکن وہ بھی ان حالات کے اندر ہوئے کہ جب آمریت شکست کھا چکی تھی، 'مشرقی پاکستان' بنگلہ دیش میں تبدیل ہو چکا تھا اور آمریت اتنی طاقت نہیں رکھتی تھی کہ وہ ایک جمہوری حکومت کو Destabilize کرے اور اس وقت، میں یہ بھی کہوں گا کہ ذوالفقار علی بھٹو کی قیادت بھی پاکستان کی ایک تاریخی قیادت تھی، جو اس وقت موجود تھی لیکن جناب سپیکر، اس کے بعد آپ دیکھیں کہ ملک توڑنے کے باوجود جب پاکستان کے اندر سیاسی ادارہ استحکام پر آیا تھا، اس وقت بھی ایک عوامی Agitation تھی، میں اس میں بھی کہوں گا کہ اس Agitation سے بھی آمریت نے فائدہ اٹھایا اور ترانوے ہزار فوجیوں کی جو شکست تھی، جس سے ہماری بدنامی ہوئی تھی، اس کی بھی پرواہ نہیں کی اور اس ملک کے اوپر مارشل لاء آیا اور اس کے بعد آپ دیکھیں کہ چاہے وہ بے نظیر بھٹو شہید کی حکومت ہو، چاہے نواز شریف صاحب کی حکومت ہو، ہر دور کے اندر ہم نے دیکھا کہ سیاسی جماعتوں نے سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا، حالات سے سبق نہیں سیکھا اور ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچ کر اقتدار سے ہٹانے کی ہمیشہ کوشش ہوتی رہی اور اقتدار تک پہنچنے کی بجائے، وہ خود تو نہیں پہنچے لیکن آمریت نے اٹھ کر اقتدار پر قبضہ کیا اور آج پے در پے آمریت کے حملوں نے جناب سپیکر، پاکستان کو اس مقام پر کھڑا کیا ہے کہ آج عملاً داخلی اور خارجی سطح پہ ہم تباہی کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ آج حالات ہمارے قابو سے باہر ہیں، آج ملک بے شمار مسائل میں گھر چکا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سیاست دانوں نے سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا اور آمریت نے ہمیشہ اپنے دانت تیز رکھے اور جب بھی اسے موقع ملا، اس نے جمہوریت پر حملہ کیا لیکن جناب سپیکر، میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس ملک کی جو دو بڑی جماعتیں

تھیں، پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن)،یہی وہ جماعتیں تھیں جنکی دو دفعہ بے نظیر صاحبہ پرائم منسٹر بنیں، دو دفعہ نواز شریف صاحب پرائم منسٹر بنے لیکن ان دونوں ادوار میں ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پیپلز پارٹی نے بھی ہماری حکومت کو گرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور ہم نے بھی پیپلز پارٹی کی حکومت کو گرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ میں شہید بے نظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں، میں نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے Realize کیا، انہوں نے حالات کو سمجھا،اس کے باوجود کہ دونوں رہنما اس ملک سے باہر تھے لیکن ان کے دل اس ملک کیلئے دھڑک رہے تھے، دونوں آمریت کے نشانے پہ تھے لیکن ان دونوں نے اس بات کو تسلیم کیا کہ ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں، ہمارے رویے ٹھیک نہیں تھے، آئیں بیٹھیں اور اپنے رویوں کو سامنے رکھ کر، کہ وہ کیا کیا غلطیاں تھیں جن کی وجہ سے آمریت جو ہے، وہ ہمیشہ آکر ہم پہ، اس ملک پہ قبضہ کرتی رہی اور اس کے نتیجے میں جناب سپیکر، اس ملک کی تاریخ میں میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو آئین ملا، جو بہت بڑی بات ہے لیکن آئین سے بھی زیادہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کو جو سب سے بڑا تحفہ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف نے دیا، وہ 'چارٹر آف ڈیموکریسی' ہے۔ وہ تحفہ 'چارٹر آف ڈیموکریسی' تھا جس نے ایک ایسی بنیاد فراہم کی جو آمریت کا بھی راستہ روکتی تھی جو 'کوڈ آف کنڈکٹ' ایک سیاسی طرز عمل کی بھی ہمیں بنیاد فراہم کر رہی تھی، جو اس ملک کے نظام کو چلانے کی بھی بنیاد تھی اور وہ ایک ایسا معاہدہ تھا، ایک ایسا 'چارٹر' تھا جس کو میں سمجھتا ہوں اس ایوان کے اندر بھی جو سیاسی جماعتیں، جمعیت علماء اسلام، پیپلز پارٹی شرپاؤ، مسلم لیگ (ق) ہو، عوامی نیشنل پارٹی ہو، پیپلز پارٹی ہو، تمام جماعتوں نے، اس 'چارٹر آف ڈیموکریسی' پر آج تک کوئی انگلی نہیں اٹھائی کیونکہ وہ ایک ایسی بنیاد تھی جس میں ہمارے جمہوری پاکستان کی ایک ایسی روشنی تھی جس میں ہمارا مستقبل بڑا صاف اور شفاف نظر آرہا تھا۔ جناب سپیکر، الیکشن ہوئے اور الیکشن کے بعد اس ملک کے اندر جمہوری نظام نے چلنا شروع کیا اور بڑے خوبصورت انداز سے پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی، 'میجارٹی' تھی وہاں مسلم لیگ (ن) کو حکومت بنانے کیلئے، مرکز کے اندر پیپلز پارٹی کی حکومت تھی، وہاں 'میجارٹی' کو یہ 'فری ہینڈ' دیا گیا کہ آپ حکومت بنائیں، پنجاب میں ہمیں 'فری ہینڈ' ملا اور اس سے اس ملک کے عوام کی موجودہ انتخابات سے جو توقعات تھیں کہ یہ انتخابات ہمیں جمہوریت دیں گے، ہمیں ایک روشن مستقبل فراہم کریں گے، یہ انتخابات اس ملک کے اندر ایک یکجہتی کی بنیاد ہوں گے، رواداری کا ایک نیا دور شروع ہوگا، ہمارے بچوں کا مستقبل اس ایوان سے، ان انتخابات سے لوگوں

نے اپنے مستقبل کو وابستہ کر دیا۔ لوگوں نے اپنے حسین خوابوں کے جو تاج محل تعمیر کیے، ان تاج محلوں کو تعمیر ہوتے ہوئے، لوگوں نے ان تاج محلوں کو آباد ہوتے ہوئے ایک تصوری خیالات کے اندر ان کو آباد کیا اور یہاں پہ حکومتیں شروع ہوئیں لیکن جناب سپیکر، ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں ملک کے اندر ایک عدلیہ کی تحریک تھی، وہ تحریک جو پیپلز پارٹی، مسلم لیگ اور دیگر تمام سیاسی جماعتوں نے مل کر شروع کی تھی کہ ایک آمر نے، ایک جمہوریت کے قاتل نے پی سی او لگا کر، ایمرجنسی لگا کر، مارشل لاء لگا کر، یہاں پر انہوں پی سی او کے تحت ماورائے آئین ججز کو 'اپوائنٹ' کیا تو جناب سپیکر، اس پہ تمام سیاسی جماعتوں نے آواز اٹھائی۔ آج مجھے اس بات پہ خوشی ہے کہ پی سی او ججز کی اس بات پہ مسلم لیگ (ق) بھی اس سچائی کے راستے پر کھڑی ہے، میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج وہ بھی اس سچائی کے راستے پہ ہمارے ساتھ سفر کر رہی ہے اور میں سلام پیش کرتا ہوں بے نظیر بھٹو صاحبہ کو، بے نظیر صاحبہ نے آمریت کے خلاف جدوجہد میں اپنی جان کی قربانی دے دی لیکن آمریت کے سامنے وہ سر نگوں نہیں ہوئیں اور جس نے کہہ دیا کہ ہم نے اس عدلیہ کو، یہ جو غیر آئینی عدلیہ ہے اور جناب سپیکر، جب ہم کہتے ہیں کہ غیر آئینی پی سی او کے تحت حلف لینے کے بعد ان کو اسمبلی سے سند جواز ملنا چاہیئے تھا، Indemnity ملنی چاہیئے تھی، انہیں نہیں ملی۔ آج وہی ججز جو ہیں، اس عدلیہ کی تحریک جس میں بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا تھا کہ افتخار چوہدری جو ہے، وہ میرا چیف جسٹس ہے اور میں اس کے گھر پہ جھنڈا لہراؤنگی، جناب سپیکر، آج پوری قوم میں سمجھتا ہوں کہ بے نظیر بھٹو کے 'مشن' کو لیکر آگے جا رہی ہے، نواز شریف کے 'مشن' کو لیکر آگے جا رہی ہے اور آج اس ایوان کے اندر جہاں پیپلز پارٹی بھی بیٹھی ہے، جہاں مسلم لیگ بھی بیٹھی ہے، آج میں اپنا مقدمہ اس ایوان میں لایا ہوں کہ ہم نے بے نظیر کے اس 'مشن' کو، جو 'چارٹر آف ڈیموکریسی' کے تحت انہوں ایک راستہ دیا تھا، ایک پروگرام دیا تھا، کیا ہم اس پروگرام سے روگردانی کر دیں؟ میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر، کہ شہید جو ہے، وہ زندہ رہتا ہے، و لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون، اگر کوئی یہ سمجھے کہ شہید مر گئے ہیں، ان کو شعور نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج بینظیر کی روح بھی، میں سمجھتا ہوں کہ بینظیر زندہ ہے اور آج جب وہ یہ دیکھتی ہیں کہ ذوالفقار علی بھٹو کے پیروکار، بینظیر کے پیروکار آمریت کے جھنڈے تلے، جب آمریت کے ایجنڈے کو آگے لے کر چلیں گے تو کیا بینظیر کی روح کو تکلیف نہیں ہو گی؟ (تالیاں) جناب سپیکر، میں جو بات کہنا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ ہمارے پروگرام میں ایسی

کوئی بات نہیں جو نواز شریف اور بینظیر کے درمیان ہونے والے معاہدے سے متصادم ہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر جو آئینی عدلیہ ہے، اس کو بحال کیا جائے اور ہم کیوں چاہتے ہیں؟ جناب سپیکر، اس ملک کے اندر اگر عدلیہ نہیں ہو گی، اگر لوگوں کو انصاف نہیں ملے گا اور انصاف نہ ملنے کے نتائج کا صوبہ سرحد کے عوام کو اگر علم نہ ہو کہ عدلیہ سے انصاف نہ ملنے کے کیا نتائج ہوتے ہیں، اگر موجودہ حکومت کو اس کا علم نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر تو جناب، کسی کو بھی علم نہیں ہو گا۔ آج آپ دیکھیں کہ انصاف نہ ملنے کی وجہ سے، سوات کے اندر لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا تھا، آپ نے لوگوں کو انصاف نہیں دیا، آپ نے عدلیہ کو اپنی جیب کا رومال بنا دیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آج آپ کو معاہدہ کرنا پڑا سوات کے اندر اور وہاں پہ لوگوں کو انصاف دینے کیلئے خصوصی قوانین بنانے پڑے۔ ہم اس کے خلاف نہیں، ہم آپ کو Appreciate کرتے ہیں، ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو Appreciate کرتے ہیں، ہم پیپلز پارٹی کی قیادت کو Appreciate کرتے ہیں، ہم یہ جانتے ہیں کہ ان کی مشکلات بھی بہت ہیں۔

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

ابھی آپ نے یہ معاہدہ بھی کیا ہے اور زرداری صاحب نے اس پہ 'سائن' بھی کرنا ہے، ابھی چند لمحے باقی ہیں لیکن میں خلوص دل سے کہتا ہوں کہ یا اللہ، ان معاہدوں کو کامیاب فرما، یا اللہ، زرداری صاحب نے جو فیصلے یہاں کیے، ان کی جماعت نے کیے ہیں، ان کو بھی یہ حوصلہ دے کہ وہ اس پہ 'سائن' کریں لیکن جناب سپیکر، میں کہنا چاہتا ہوں کہ صوفی محمد صاحب نے 15 مارچ تک میرے خیال میں ڈیڈ لائن بھی دی ہے، ہماری دعا ہے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ اس معاہدے کو پایہ تکمیل تک پہنچائے لیکن جناب سپیکر، کیا ہر جگہ ہمیں سوات کی طرح معاہدے کرنے ہوں گے؟ کیا ان نمائندوں کی اور ان منتخب اداروں کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ عدلیہ کے اندر جو گند ہے، اس کو اٹھا کر باہر پھینکا جائے؟ کیا ان منتخب اداروں پہ یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ سوات کے اندر جو کچھ ہوا، جتنی تباہی ہوئی انصاف نہ ملنے کی وجہ سے، کیا پاکستان کے ہر شہر، ہر محلے اور ہر جگہ صوبے کے اندر اسی طرح لوگ اٹھیں اور عدالتیں انصاف نہ دیں تو بندوق لے کر وہ اپنے لئے انصاف مانگیں؟ یہ بڑا سوال ہے۔ جناب سپیکر، یہ سوال آپ کی وساطت سے میں پورے ایوان سے کرتا ہوں کہ کیا ہمیں پورے پاکستان کے عوام کو انصاف دینے کیلئے بندوق اٹھانی پڑے گی اور اگر بندوق اٹھانے کا فیصلہ کرتے ہیں تو بسم اللہ آئیے، ہم اس فیصلے میں بھی آپ کے ساتھ ہیں، اٹھالیجئے بندوق، بند کر دیجئے ان ایوانوں کو، تالے لگا دیں ان ایوانوں کو، بندوق اٹھا لیتے ہیں، وقت کی ضرورت ہے کہ آپ

کی قوم انصاف مانگ رہی ہے۔ اگر ایوان انصاف نہیں دیں گے تو پھر لوگ بندوق اٹھانے پر مجبور ہوں گے۔ خدا کیلئے آج ایک انصاف دینے کی بنیاد پہ جناب سپیکر، یہ جو ہم نے مطالبہ کیا، یہ جو 'لانگ مارچ' ہو رہے ہیں، پر امن ہو رہے ہیں اور میں تو سلام پیش کرتا ہوں نواز شریف کو، وہ کہتے ہیں کہ میں حکومت سے بھی نکلا، نہیں چاہیئے حکومت، میں آپ سے کچھ نہیں چاہتا، میں چاہتا ہوں کہ پانچ سال تک اس ملک کی اسمبلیاں جو ہیں، وہ اپنا کام کریں اور یہاں حکومتیں قائم ہوں لیکن جو میں چاہتا ہوں، وہ یہی ہے کہ اس ملک کو، اس قوم کو آپ انصاف دے دیں، اپنے عدالتی نظام کو ٹھیک کر دیں۔ جو 'نظریہ ضرورت' کے تحت ہر آمر کو عدلیہ 'سپورٹ' دیتی رہی، ہر آمر کے ہاتھ مضبوط کرتی رہی، خدا کیلئے اس روش کو ختم کر دیں اور 'چارٹر آف ڈیموکریسی' کے تحت آئیں اور جو بینظیر نے کہا چیف جسٹس کے گھر کے سامنے کہ یہ ہمارا چیف جسٹس ہے، میں یہ بھی بتاؤں کہ ہم افتخار چوہدری کی بات نہیں کرتے، ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ افتخار چوہدری ایک ایسی شخصیت ہے کہ جس کے بغیر اس ملک میں انصاف نہیں آ سکتا، نہیں، نہیں، یہ بات نہیں ہے، افتخار چوہدری کی جگہ الف، ب، ج، د، کوئی بھی ہو، یہ ایک اصولی مؤقف ہے ہمارا کہ جو آئینی عدلیہ ہے، جس پہ وار کیا گیا ہے، اس کو بحال کیا جائے لیکن جناب سپیکر، بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک ایسا پروگرام جس میں سوچ کی ہم آہنگی ہے، جس کے اندر ہماری قیادتوں کو متحد رکھنے کا فلسفہ موجود ہے، ان کی خواہشات اس کے اندر مضمر ہیں اور جو سولہ کروڑ عوام کو ریلیف دینے کا ایک ذریعہ ہے، آج اس راستے کو روکنے کیلئے، آج اس ملک میں جمہوریت کا راستہ چھوڑ کر ایک دفعہ پھر آمریت کے راستے پہ نکل پڑے ہیں۔ آج نواز شریف کو، شہباز شریف کو سیاسی منظر سے ہٹانے کیلئے، اس عدلیہ کے ذریعے سے، ان کے کندھوں پہ بندوق رکھ کر چلائی گئی کہ جس عدلیہ کے خلاف عدم اعتماد بینظیر بھٹو نے دیا، جس کے خلاف پوری قوم نے دیا اور وہ عدلیہ جس کے بارے میں نواز شریف کہتے ہیں کہ ہمیں اس پہ اعتماد نہیں، ہم اس کو تسلیم ہی نہیں کرتے، یہ غیر آئینی اور غیر قانونی ہے، اس کے ذریعے سے نواز شریف کو منظر سے ہٹایا جاتا ہے لیکن اگر ہم یہ بھی مان لیں کہ عدالتی فیصلے ہیں تو جناب سپیکر، یہ جو موجودہ عدلیہ ہے، جو ڈوگر ہے جس نے اپنی بیٹی کو پچیس نمبر دلانے کیلئے، آئین، اخلاق، قانون سب کا قتل کیا، ایسا شخص قاضی القضات کی اس بابرکت اور متبرک مسند پہ بیٹھ سکتا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ وہ آدمی اتنا کمزور ہے جس کی کوئی اخلاقی بنیاد نہیں، وہ سپریم کورٹ کا چیف جسٹس نہیں ہے، وہ صدر محترم، صدر ذی وقار جناب آصف علی زرداری کی جیب کا رومال ہے اور میں یہ بات کی لفاظی نہیں کر رہا جناب سپیکر، یہ ثابت ہے کہ سولہ کروڑ عوام میں

الیکشن کیلئے Eligibility جو تھی، اس کی بنیاد تھی کہ وہ گریجویٹ ہوں گے، یہی وہ آئے ہوئے کیسز ہیں جو عدالتوں میں ابھی تک پڑے ہوئے ہیں، کوئی الیکشن نہیں لڑ سکتا تھا لیکن جب آصف زرداری صاحب کی بات آئی تو پھر آصف زرداری صاحب نے جیب سے وہ رومال نکالا (تالیاں) اور جیسے صفائی کرنی چاہئے تھی، انہوں نے صفائی کر دی۔ وہ چیف جسٹس، آج اس میں یہ ہمت ہی نہیں ہے، جس کی قانونی اور اخلاقی بنیاد اتنی کمزور ہے کہ وہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ اٹھ کر نواز شریف کے خلاف فیصلہ دے کہ جب تک اسے قصر صدارت سے اشارہ نہ ملے اور جناب سپیکر، میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر یہ فیصلہ آتا، پھر بھی ہم کہتے، ہم بد ظنی نہ کرتے، ہم پھر بھی کہتے کہ شاید اس میں آصف علی زرداری صاحب کی مشاورت شامل نہ ہو لیکن جناب سپیکر، جب آپ پنجاب کے چیف منسٹر شہباز شریف کو Disqualify کرتے ہیں تو پھر اسمبلی کا اجلاس بلاتے اور اسمبلی کے اندر جو بھی اکثریت سے کامیاب ہوتا، اس کو آپ وزیر اعلیٰ بناتے لیکن میں سمجھتا ہوں صدر ذی وقار نے، صدر محترم نے، اس ملک کی یکجہتی کے اس مرکز میں جس کے گرد پوری قوم کی یکجہتی کا پہیہ گھومتا ہے، جو ایک Symbol ہے اس ملک کو یکجہتی کے راستے پہ ڈالنے کا، اس صدر محترم نے ادھر ڈوگر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> یہ 'ٹائمنگ'۔۔۔۔۔

<u>سید محمد صابر شاہ:</u> کیا 'ٹائمنگ' ہے جناب سپیکر، کیا 'ٹائمنگ' ہے؟ ادھر ڈوگر فیصلہ دیتے ہیں، ادھر گورنر راج لگتا ہے، کیا یہ تاریخ کا ایک شرمناک باب نہیں ہے جو رقم ہو رہا ہے؟ اس 'چارٹر آف ڈیموکریسی' کی اتنی بڑی بنیاد جو آپ کی قیادت نے فراہم کی جناب سپیکر، اس قیادت کو آج بینظیر بھٹو، آج جو زرداری صاحب کے فیصلے ہیں، اس کا یقیناً ماتم کر رہی ہیں، ان کی روح تڑپ رہی ہے، خدا کیلئے ان کی روح کو اذیت نہ دیں، وہ پاکستان کی بہت بڑی لیڈر تھیں، بہت بڑی قیادت تھیں (تالیاں) ہم محترمہ کے 'کاز' کو آگے لے کے جارہے ہیں۔ افسوس ہوتا ہے کہ اس ملک کے اندر چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی مارا جاتا ہے، کم از کم ایف آئی آر ہو جاتی ہے، اگر اور کچھ نہیں تو 107 کی ضمانتیں ہو جاتی ہیں، ایک سال اور پندرہ دن ہو گئے ہیں، میرے خیال میں ایک سال پندرہ دن ہوئے، اس ملک کی مقبول قیادت، اس ملک کی ایک ایسی لیڈر جن کی قابلیت پہ پوری دنیا ان کی Commitment پہ اور جو 'چارٹر آف ڈیموکریسی' کا تحفہ انہوں نے دیا، ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا، وہ شہید ہوئی ہیں، آج زرداری صاحب کی حکومت ہے، آج زرداری صاحب اقتدار میں بیٹھے ہوئے ہیں، ابھی تک اس کے بارے میں ایک قدم بھی

نہیں اٹھایا گیا کہ اس کے حقائق کیا ہیں اور ان کو کیوں شہید کیا گیا؟ اس راہ محبت میں جناب سپیکر، اگر بینظیر بھٹو شہید ہوتی ہیں اور اس کی شہادت پہ اتنی بے بسی ہے، کل ہمارے بھائی شہید ہوئے عالمزیب خان، میرے اور بھی کتنے بھائی شہید ہوئے تو جناب سپیکر، اگر یہی بے حسی رہی تو ایک ایک کر کے لوگ مرتے رہیں گے، شہید ہوتے رہیں گے اور ہم فاتحہ پڑھتے رہیں گے۔ خدا کیلئے، خدا کیلئے اس ہاؤس کی وساطت سے آئیں کہ ہم سب مل کر اپنی مرکزی قیادتوں سے کہیں کہ خدا کیلئے یہ لڑنے کا وقت نہیں ہے، خدا کیلئے جو ہتھیار، جس کے ساتھ افواج بھی تھیں، ادارے بھی تھے، جس کے ساتھ ایجنسیاں بھی تھیں اور جس کی فرعونیت کا طوطی بھی آسمانوں پہ بول رہا تھا، کتنی بلندی پہ تھا، جو سینہ تان کے کہتا کہ میں بینظیر اور نواز شریف کو نہیں چھوڑوں گا، آٹھ سال تک وہ اسی کوشش میں رہا کہ وہ مسلم لیگ (نواز شریف) کو ختم کرے گا، وہ ختم نہیں کر سکا۔ میں زرداری صاحب سے بھی کہتا ہوں کہ خدا کیلئے چھوڑ دیں ان ہتھکنڈوں کو، اٹھاؤ وہ جو دستاویز ہے، 'چارٹر آف ڈیموکریسی' اور ایمانداری سے اس پہ چلو، تم نہ نواز شریف کو ہٹا سکتے ہو اور نہ پیپلز پارٹی کو راستے سے کوئی ہٹا سکتا ہے۔

<u>بیگم شازیہ اورنگزیب خان</u>: بی بی ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں۔

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: ٹھیک ہے، بالکل ہم شرمندہ ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ خدا کیلئے ہم کچھ بھی نہیں چاہتے، نواز شریف نے کوئی بات بھی نہیں کی، صرف دو چار باتیں ہیں کہ اس ملک کے اندر 17th amendment کا خاتمہ، کونسی جمہوری پارٹی ہے جو اس سے اختلاف کرے گی، کونسی سیاسی پارٹی، کیا پیپلز پارٹی اس سے اختلاف کرتی ہے؟ اٹھاون (ٹو بی) amendment 7th میں غالباً آئے گا، کون چاہتا ہے کہ ایک ایسی تلوار ہمارے سروں پہ ہو؟ عدلیہ کی بحالی اگر پیپلز پارٹی نہیں چاہتی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بینظیر کے اس مؤقف سے ہٹ چکی ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہی پارٹی کی حیات جو ہے، اس کی زندگی کی جو روح ہے، وہ یا ذوالفقار علی بھٹو ہے یا بینظیر بھٹو ہے۔ میں نہیں کہتا کہ زرداری صاحب نہیں ہے، یہ فیصلہ آپ لوگ کریں گے۔ فیصلہ آپ نے کرنا ہے، ذاتی معاملہ ہے آپ کا لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ ذوالفقار علی بھٹو اور بینظیر، وہی اس ملک کی، اس جماعت کی جو روح ہے، وہ یہی شخصیات ہیں۔ اگر وہ بھی چاہتے تھے اور اگر ہم بھی چاہتے ہیں، اگر اس ملک کے عوام بھی چاہتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ جس طرح نواز شریف کو اس غیر آئینی عدلیہ کے ذریعے سے سیاسی منظر سے ہٹانے کی کوشش کی، نہیں ہٹا سکا، آپ بھی نہیں ہٹا سکتے اور ایک ایسا کام جو لاحاصل ہے، اس میں اس قوم کو اس دلدل میں کیوں لے کر جا رہے

ہیں؟ مسائل ہیں جناب سپیکر، اندرونی طور پہ، بیرونی طور پہ، جہاں ڈرون حملے ہوتے ہوں، جہاں روزانہ آپ کی وزارت خارجہ مذمت کرتی ہو اور اب کے مار، اب کے مار، ایک تھپڑ لگتا ہے، کہتا ہے اب کے مار، یوں لگتا ہے کہتا ہے اب کے مار، یوں لگتا ہے تو کہتا ہے اب کے مار، اوئے کب کے مار، کب تک مار کھائیں گے کب تک ہم لوگ گھر کے سانپوں کا نوالہ بنتے رہیں گے جناب سپیکر؟ کہیں تو ہم نے (تالیاں) اختتام کرنا ہے، کہیں تو بس، Enough is enough تو ہمیں کہنا پڑے گا۔ آج ہم صرف ایک دفعہ پھر پنجاب کے اندر گورنر راج لگا کر، گورنر پنجاب جس زبان میں بات کر رہا ہے، وہ ایجنٹ ہے زرداری صاحب کا، وہ صدر کا ایجنٹ ہے، آئین کی میں بات کر رہا ہوں کہ گورنر ایجنٹ ہوتا ہے، آئینی طور پہ صدر کا، وہ کس زبان میں بات کر رہا ہے؟ وہ ایک گلی کوچے سے اٹھ کر ایک بندہ اس پارٹی کو آمریت کے راستے پہ ڈال رہا ہے جس کی چالیس سال کی جمہوریت کی ایک تاریخ ہے۔ کیا ذوالفقار علی بھٹو کی پارٹی اسلئے بنی تھی کہ ایک 'سلمان تاثیر' اٹھ کر اور پھر جس طرح وہ، اس کو کیا کہتے ہیں، پتلیوں کا کھیل جو ہوتا ہے، وہ سلمان تاثیر کے ہاتھ میں ہو گا اور ہم جناب اسی پہ اس کے ہاتھ کے اشاروں پہ ہم وہ کریں گے؟ نہیں جناب، نہیں، میں کہتا ہوں آئیں اور آ کر جمہوریت کے اس عمل کو آگے بڑھائیں۔ خدا کیلئے یہ جو دو تین باتیں ہیں، ان پہ بیٹھیں، amendment 17^{th} پہ بیٹھیں، اگر کوئی خطرہ اور خدشہ ہو، وہ خطرات و خدشات اگر آئینی چیف جسٹس سے ہوں تو آئیں amendment 18^{th} میں اس کا ازالہ کر دیں لیکن جمہوریت کا جنازہ ہم نہ نکالیں۔ میں مشکور ہوں جناب سپیکر، میں مشکور ہوں مولانا فضل الرحمن صاحب کا، میں (ق) لیگ کے بھائیوں کا مشکور ہوں، میں عوامی نیشنل پارٹی کا مشکور ہوں، میں وزیر اعظم کا مشکور ہوں، میں سکندر شیر پاؤ صاحب کا مشکور ہوں، ایوان کے اندر اور ایوان کے باہر جو جماعتیں ہیں، انہوں نے اس فیصلے کو، کسی نے تسلیم نہیں کیا، سب نے اس پہ احتجاج کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ متفقہ طور پہ آئیں، صوبہ سرحد سے ابتداء کریں یکجہتی کی، آپ Amendment لے آئیں، آپ کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی لیکن وہ نہیں لائیں گے، وہ کبھی نہیں لائیں گے۔ میں Warn کرتا ہوں آپ کو کہ وہ کبھی بھی نہیں لائیں گے۔ ہمارا اصولی اختلاف ہے آپ سے نام پہ، لیکن آپ کو دھوکہ دیا جا رہا ہے اور تیاری کریں کہ پنجاب کے بعد آپ کا نمبر ہے۔ ہم آپ کو اکیلا نہیں چھوڑیں گے، ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہم نے وزیر اعظم صاحب سے بھی کہا کہ مرکز میں بھی آپ دیکھیں ہم پہ قاتلانہ حملہ ہوا ہے، ہمارا جمہوری قتل ہوا ہے، یہ فیصلہ نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی نواز شریف کہتا ہے کہ اگر اس سارے Turmoil کے اندر بھی مرکز کی حکومت

کو Destabilize کرنے کی کوشش کی تو ہم مرکز کے ساتھ ہوں گے۔ خدارا محبت کی زبان کو سمجھیں، خدا کیلئے اس محبت کی زبان کو سمجھیں، یہ ہم کیوں کہہ رہے ہیں؟ ہم اسلئے کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مستقبل اس لڑائی میں نہیں ہے، ہمارا مستقبل اس میں نہیں ہے کہ ہم کسی کو طاقت یا کسی ادارے کے ذریعے سے سیاست سے باہر کریں۔ اگر آپ کو پہلے ڈکٹیٹر ضیاء الحق نہیں نکال سکا، اگر مشرف آپ کو نہیں نکال سکا اور پھر آپ سے وہ کام کروایا جائے یا صدر محترم کا کوئی ایسا ایڈوائزر ہے، کوئی ایسی 'ایڈوائس' دے کہ جناب، آپ طاقت کے ذریعے ان کو راستے سے ہٹائیں، آئیں بجائے راستے سے ہٹانے کے، آئیں ایسے راستے پہ چلیں کہ اس ملک کے اندر جمہوری ادارہ مستحکم ہو، اس ملک کے اندر جمہوری استحکام آئے، اس ملک کے اندر سیاسی ادارہ مضبوط ہو اور آپ پانچ سال تک یہاں پہ حکومت کریں۔۔۔۔

ڈاکٹر فائزہ بی بی رشید: جناب سپیکر! ٹائم زیادہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، ٹائم بتانا میرا کام ہے۔

سید محمد صابر شاہ: یہاں آپ حکومت کریں، آپ حکومتیں چلائیں، ہم آپ کا ساتھ دیں گے لیکن خدا کیلئے آمریت کیلئے راستے نہ کھولیں اور اگر یہی حالات ہوئے تو میں آپ کو بتا رہا ہوں جناب سپیکر، آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو بھی، میں مرکز کو بھی پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اگر ہم نے اس روش کو ترک نہ کیا تو وہ دن دور نہیں کہ اس ملک پہ آمریت، ہم آٹھ سال اور دس سال تک لڑائیاں لڑتے رہے ہیں لیکن آنے والی آمریت، کیونکہ عوام کا اعتماد پھر ہم پہ نہیں ہو گا اور جو آمریت آئے گی، اس کے پنجے اتنے مضبوط ہوں گے کہ پھر اس سے نکلنا مشکل ہو گا۔ اسلئے جناب سپیکر، میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ فیصلہ ہوا ہے، اس فیصلے کے خلاف گورنر صاحب نے گورنر راج لگایا ہے، اس کے خلاف ہم ایک مذمتی قرارداد، آپ کی اکثریت ہے، آپ چاہیں تو اس قرارداد کو یوں مروڑ سکتے ہیں جیسے آپ نے کوشش کی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اچھی ابتداء کر لیں، ایک اچھے سفر کا آغاز کر لیں، شاید ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں، شاید یہ ہاؤس اس کا ذریعہ بن جائے کہ ایک اچھی ابتداء کرے۔ اگر آپ ہمارا ساتھ دیں، ہم قرارداد مذمت بیٹھ کر بنا لیتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی بنیاد ہو گی۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں جناب سپیکر، آپ نے مجھے وقت دیا اور بڑی فراخدلی دکھائی آپ نے۔

بیگم شازیہ اورنگزیب خان: قدم بڑھاؤ نواز شریف، ہم تمھارے ساتھ ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن احتجاج ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئے)

انجینئر جاوید اقبال ترکئی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: ایک منٹ جی، ایک منٹ۔ میں آپ کی اس بات پہ آ رہا ہوں۔ جناب جاوید خان ترکئی صاحب، ممبر اسمبلی نے جس ایس ایچ او کے رویئے کے خلاف واک آؤٹ کیا، اس سلسلے میں میرے معزز اراکین اور وزراء صاحبان ان کو منا کے لے آئے ہیں تو میں ان کی سفارش پہ اس سلسلے میں ان کی تسلی کیلئے جناب وزیر قانون صاحب کی سربراہی میں ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دیتا ہوں جس کے ممبران عبدالاکبر خان اور جناب سید مرید کاظم شاہ صاحب ہوں گے۔ یہ کمیٹی جناب ترکئی صاحب کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کے بارے میں انکوائری کرے گی اور انکوائری مکمل ہونے تک میں گورنمنٹ کو ہدایت دیتا ہوں کہ وہ متعلقہ ایس ایچ او کو فوری طور پر Suspend کرے۔ (تالیاں) کمیٹی کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ دس دن کے اندر اندر ایوان میں اپنی رپورٹ پیش کرے۔ جناب جاوید عباسی صاحب۔

(شور)

جناب بشیر احمد بلور {سینئیر وزیر (بلدیات)}: جناب سپیکر، میں ایک بات سامنے لانا چاہتا ہوں کہ آپ نے خود فرمایا کہ انکوائری کر کے، کسی کو Suspend کر دینا توہین ہے، ادارے کی بھی توہین ہے، حکومت کی بھی توہین ہے۔ چاہیئے کہ اس کی انکوائری ہو، اگر وہ ملزم ثابت ہوا تو خالی اس کو Suspend نہیں بلکہ Dismiss کرنا چاہیئے، مگر جب انکوائری مکمل نہیں ہوتی۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ جو جرگہ گیا تھا، ان کی طرف سے سفارش آئی ہے۔ جی جاوید عباسی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، ہمیں بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: رولنگ جب آ جاتی ہے تو پھر اس پہ بولا نہیں جاتا۔ جی جناب جاوید عباسی صاحب۔

جناب محمد جاوید عباسی: شکریہ، جناب سپیکر۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب محمد جاوید عباسی: مجھے چونکہ فلور ملا ہے، سپیکر صاحب نے دیا ہے۔۔۔۔

حاجی قلندر خان لودھی: جناب سپیکر، مختصر سی بات کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جاوید عباسی صاحب، پلیز ان کو مختصر سا بولنے دیں اور بھی لیڈرز صاحبان بیٹھے ہیں، سب کو موقع ملے گا۔

جناب محمد جاوید عباسی: نہیں، اکرم خان درانی صاحب کو پہلے ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: جی اکرم خان درانی صاحب۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: بس آپ نے اپنا ٹائم ان کو دے دیا، آپ بیٹھ جائیں۔ جی اکرم خان درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ محترم سپیکر صاحب، آپ کا شکریہ۔ آج ایوان میں پیر صابر شاہ صاحب نے جس موضوع پہ بات کی، یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور ضرور سب چیزوں کو چھوڑ کر اس ایوان کے اندر جو کارروائی ہو، سب سے پہلے اسی موضوع پہ بات ہونی چاہیئے کیونکہ یہاں پر جتنے بھی منتخب لوگ آئے ہیں، وہ ایک جمہوری 'پراسس' سے لے کر، خواہ کسی سیاسی پارٹی کے ساتھ ان کی وابستگی ہو یا کوئی Independent Member ہو، وہ بھی ایک عوامی رائے لے کر یہاں پر منتخب ہوا ہے تو اس صورتحال میں ہمارے جو موجودہ حالات بنے ہیں، پورے ملک کے حالات انتہائی افسوسناک ہیں اور خصوصاً فرنٹیئر کے ایسے حالات ہیں، جو ان کا متحمل نہیں ہو سکتا اور کافی وقت کے بعد سب سیاسی پارٹیوں نے اپنی گریبان میں دیکھ کر، جب ہم منتخب ہوتے ہیں اور ان ایوانوں میں آتے ہیں تو ہم سے عوام کی کیا توقعات ہوتی ہیں اور وہاں پر ہم نے کیا کروانا ہے اس ملک کیلئے، اپنے عوام کیلئے اور میرے خیال میں ساٹھ سال کی تعلیم ان سیاسی پارٹیوں نے حاصل کی آپس میں لڑنے جھگڑنے سے، ایک دوسرے کو ٹانگوں سے کھینچ کر گرانے سے، میرے خیال میں ایک اچھی پیشرفت ہوئی ہے۔ موجودہ حکومت جب مرکز میں بنی، چاروں صوبائی حکومتیں بنیں اور اس انداز سے پرائم منسٹر کا انتخاب ہوا، سندھ میں چیف منسٹر کا انتخاب ہوا، پنجاب کے چیف منسٹر کا انتخاب ہوا، بلوچستان میں اس انداز سے انتخاب ہوا اور پھر ایک عہد کیا گیا کہ جو Main پارٹیاں ہیں، وہ آپس میں مل بیٹھ کر اس ملک اور عوام کیلئے کام کریں گی اور ایک عہد کیا گیا، ابھی جو موجودہ حالات بن گئے ہیں، کوئی بھی اس پر خوشی کا اظہار نہ کرے، یہ کوئی سنجیدگی کا فیصلہ ہے، کوئی ایسا فیصلہ ہے جو اس ملک میں استحکام لائے گا، کوئی ایسا فیصلہ ہے جو جمہوری اداروں کو استحکام بخشے گا، ہم عدلیہ کا احترام کرتے ہیں، ہم عدلیہ کو بڑی عزت اور وقار کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن عدلیہ کا یہ کام نہیں ہے کہ عوام میرے ساتھ ہوں اور وہ مجھے نااہل کرے۔ اگر ایک حلقے سے بھی کسی کا انتخاب ہوتا ہے، خواہ وہ صوبائی ہو، خواہ وہ قومی ہو تو اس کو اس نظر سے نہیں دیکھنا چاہیئے بلکہ وہاں پر لاکھوں، ہزاروں لوگوں کی رائے کا احترام ہونا چاہیئے اور آج جو فیصلہ ہوا ہے، یہ جمہوریت ابھی ایک دیوار ہے، جس طرح اس ہال کے باہر ایک دیوار ہے اور ایک سازش کے تحت اس سے ایک اینٹ نکالی گئی ہے اور

جس دیوار سے آپ ایک اینٹ نکالیں گے تو اس میں سوراخ پڑ جاتا ہے، وہ گھر اس سوراخ سے، اگر آدمی اندر نہیں جاسکتا ہے تو کم از کم اس کی نظر سے بے پردگی ہوتی ہے۔ اس گھر کے اندر پردے کی باتیں بھی ہوتی ہیں اور وہ بھی معیوب سمجھی جاتی ہیں۔ آج حکومت پنجاب کا جو حال ہوا ہے، جمہوریت کی دیوار سے ایک اینٹ نکلنے کے بعد باقی اینٹیں بھی نکلنا شروع ہو جائیں گی اور آج تک ہم نے اس سے سبق نہیں سیکھا کہ سیاسی لوگوں کی، منتخب لوگوں کی کس طریقے سے بے عزتی کی گئی ہے، خواہ اس کیلئے کوئی ادارہ بنادے اور جس انداز سے یہ منتخب لوگ پیش کئے جاتے تھے اور ان کی عزت کے ساتھ جو کچھ ہوتا تھا لیکن ہم نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا اور آج بھی کچھ قوتیں ہیں جو کہ وہ کبھی بھی نہیں چاہیں گی کہ پاکستان میں بھی جمہوری لوگ مستحکم ہوں، یہ ادارے مضبوط ہوں۔ جب جمہوری ادارے مضبوط ہونگے تو وہ لوگ کمزور ہوتے ہیں اور جب وہ کمزور ہوتے ہیں تو ایک عوامی رائے کے احترام کا وہاں پر الگ سا نقشہ ہوتا ہے۔ ایک ذمہ دار پارٹی کی حیثیت سے مولانا فضل الرحمان صاحب اور اے این پی کے سربراہ اسفندیار ولی خان صاحب نے بھی اپنے ملک کے عوام کی خواہش کو مدنظر رکھتے ہوئے اور جمہوری پارٹیوں کے سربراہ کے ناطے یہ ذمہ داری محسوس کی اور ہم پہلے بھی ایک کوشش کر چکے ہیں کہ جب آصف زرداری صاحب کی پیپلز پارٹی کا اور مسلم لیگ (ن) کا آپس میں تعلق ٹوٹا تو اس وقت بھی ہم نے وہ کردار ادا کیا تھا کہ ہم آپس میں مل کر کوشش کریں کہ یہ جمہوری قوتیں ایک ہی جگہ پر ہوں لیکن ہماری کوشش تھی، اس میں ہم کامیاب نہیں ہوئے اور آج پھر بھی ایک کوشش ہو رہی ہے۔ کل ایک میٹنگ مولانا فضل الرحمان صاحب، اسفندیار صاحب نے زرداری صاحب سے ملاقات کر کے وہاں پر اس کے سامنے کچھ چیزیں رکھ لی ہیں تو آج اس ایوان کی طرف سے بھی افسوس کا اظہار آیا ہے، ہمارے ملک کے صدر کی طرف سے بھی اور وزیراعظم کی طرف سے بھی لاعلمی کا اظہار کیا گیا ہے کہ یہ عدلیہ کا فیصلہ ہے تو ہم یہاں پر اس ایوان میں متفقہ طور پر افسوس کا اظہار بھی کریں اور ایک مذمتی قرارداد بھی کہ کیوں جمہوریت کا قتل ہو رہا ہے، کیوں ہمارے ادارے کمزور کئے جارہے ہیں؟ اور سب سے نقصان والی بات ہے، میں اس پر کافی بولنا چاہتا تھا لیکن مجھے تکلیف ہے، Chest infection ہے، زیادہ باتیں نہیں کر سکتا، مطلب کی بات پر آؤنگا۔ سب سے اصل جو جمہوری روایت ہے کہ اگر عدلیہ ایک فیصلہ کرے، وہاں پر ایک منتخب وزیراعلیٰ کو ہٹاتی تو وہاں اس فیصلے پر ہماری مرکزی حکومت کو فوری طور پر اس اسمبلی کے ممبران کو اختیار دینا چاہیئے تھا کہ آج فیصلہ ہوا ہے اور کل آپ بیٹھیں اور جو اکثریتی پارٹی ہے، خواہ اس میں مسلم لیگ (ن) کی اکثریت ہو تو وہ اپنا

قائد ایوان چن لیتے،اگر پیپلز پارٹی کے پاس اکثریت ہو تو وہ جمہوری طریقے سے اپنا قائد ایوان چن لیتے اور آج ہم یہ بھی اس اسمبلی کی طرف سے، کیونکہ ہم جمہوری لوگ ہیں، ہم غیر جمہوری فیصلے کی تائید نہیں کر سکتے اور ہم ادھر سے یہ بات ان کو پہنچائیں کہ پنجاب میں فوری طور پر گورنر راج ختم کیا جائے اور وہاں پر پنجاب اسمبلی کو یہ اختیار دیا جائے کہ جس کے پاس اکثریت ہے، وہ آئے اور وہاں پر اپنا قائد ایوان منتخب کرے (تالیاں) ہم مسلم لیگ (ن) سے گزارش کریں گے، ویسے بھی وہاں پر ایک فریق نہیں بلکہ ایک ثالث ممبر کی حیثیت سے ہماری لیڈرشپ ہے دونوں سیاسی پارٹیوں کی، اگر آج بھی یہ فیصلہ ہوتا ہے، اگر مسلم لیگ (ن) کے پاس وہاں اکثریت نہیں ہوتی تو وہ خود تسلیم کریں گے، جمہوری لوگ ہیں کہ ہمارے پاس ابھی اکثریت نہیں ہے اور یہ پورے ملک کا جو مسئلہ ہے، بڑے اچھے انداز سے حل ہو جائے گا تو ابھی کسی نہ کسی کو بات پہنچانی ہے، ہمارے پاس تو اتنے 'پاورز' نہیں ہیں اس حال میں لیکن ایک متفقہ سوچ ہے، ایک تجویز ہے، میں سب کے سامنے رکھ دوں گا، تین باتیں میں نے رکھیں، ایک یہ ہے کہ افسوس کے ساتھ ہم مذمت بھی کر لیں کیونکہ کل یہاں پر عدلیہ ایک دوسری منتخب حکومت کے بارے میں اسی طرح فیصلہ دے سکتی ہے، کل وہاں پر پرائم منسٹر کے خلاف بھی فیصلہ دے سکتی ہے اور دوسرا یہ کہ ہم، یہ اسمبلی ایک جمہوری انداز میں ایک متفقہ قرارداد پاس کرے اور کہے وفاقی گورنمنٹ سے کہ آپ پورے فرنٹئیر، پختونخوا کے عوام کی طرف سے اس قرارداد کو قدر کی نظر سے دیکھیں اور وہاں پر فوری طور پر ایک، دو، تین، چار دنوں میں، ہفتے کے اندر اسی اسمبلی کو آپ اجازت دے دیں کہ وہ وہاں پر اپنا قائد ایوان چن لے تو اس میں دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ آپس میں ہم نے اپوزیشن کے چیمبر میں بھی بات کی، اپوزیشن کے سامنے پیر صاحب نے بات رکھی، ہم نے اس سے پہلے بھی اپنا موقف پارٹی کی طرف سے، سب سیاسی پارٹیوں کا، سکندر شیر پاؤ صاحب، آفتاب شیر پاؤ صاحب، مولانا فضل الرحمان صاحب، اسی طرح لودھی صاحب اور اس کی جماعت کا، سب کی Statements آئی ہیں تو آج میں یہ بھی گزارش کرونگا کہ اس صوبے کی روایات ہیں، ہم ان روایات کو دیکھتے ہوئے یہاں پر وہ چیز نہیں اپنائیں گے جو کہ وہاں پر قومی اسمبلی میں بدمزگی ہوئی، منتخب اراکین نے ایک دوسرے کے خلاف نازیباالفاظ استعمال کیے بلکہ یہاں پر ہم آپس میں ایک گھر کی مانند بیٹھ کر اور ہم سب متفقہ طور پر دو تین چیزیں یہاں پر آپ کے سامنے رکھیں اور میرے خیال میں ایک تجویز دینا ہے اپنے بڑوں کو، یہ کوئی ناراضگی والی بات نہیں ہے، وہ میرے بڑے ہیں، وہ اس پر عمل کریں یا نہ کریں لیکن میری جو ایک تجویز ہے، میری ایک سوچ ہے، میں کم

از کم اپنی سوچ کے مطابق ان کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہمارے عوام یہ چاہتے ہیں، آپ پلیز مہربانی کرکے اس کا احترام کریں اور ایک ہفتے کے اندر پنجاب کا جو مسئلہ ہے، اس ملک کے نازک حالات کے پیش نظر یہاں پر جو روزانہ ایک غریب آدمی مشکل میں پھنسا ہوا ہے اور یہ ملک 'مڈ ٹرم' الیکشن کا متحمل نہیں ہے، پانچ سال کیلئے اس حکومت کو ہم نے بخوشی تسلیم کیا ہے، ہم اس کا احترام کریں گے، وفاقی حکومت کو پانچ سال عوام نے دیئے ہیں، ہم انشاء اللہ اسی جمہوری فیصلے کی تائید کریں گے لیکن اگر اپنے گھر کو ہم خود خراب کریں گے تو پھر ہم دوسروں سے کیا گلے شکوے کریں گے؟ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور پورے ایوان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری باتوں کو غور سے سنا اور ایک درخواست بھی کرتا ہوں کہ جو تجویز، اس پر مرضی جو ہے، وہ اکثریت کی ہے، ہم صرف تجویز آپ کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> شکریہ، اکرم خان درانی صاحب۔ جناب رحیم داد خان صاحب۔

<u>حاجی قلندر خان لودھی:</u> جناب سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر:</u> اودریږه دے پسے جی، هغوی ته مے فلور ورکړو۔

<u>جناب رحیم داد خان {سینیئر (وزیر منصوبہ بندی)}:</u> بسم الله الرحمان الرحیم۔ جناب سپیکرا زهٔ ستاسو شکریه ادا کومه چه ما له مو په دے موضوع باندے د خبرو کولو اجازت راکړو او زهٔ د هغے نه مخکښے د پیر صاحب، د اکرم خان درانی صاحب شکریه ادا کومه چه په ښه الفاظو کښے چه کوم د هغوی د غصے، Reservations وو، په ښه الفاظو کښے هغوی پیش کړل او د هغے طریقه دا ده، د دے د پاره چه دا هاؤس مونږه ښه اوچلوؤ۔ تر اوسه پورے زمونږه هم دا کوشش وو چه همیشه دا هاؤس ښه اوچلیږی حالانکه د صدر مملکت متعلق په اسمبلئ کښے، هسے هم چه یو سړے موجود نه وی، د هغوی خلاف خبرے نه شی کیدے او بلکه صدر مملکت یو داسے منصب دے چه هغه ډسکس کیدے نه شی (تالیاں) خو مونږه د ښه روایاتو په وجه باندے ستاسو شکریه ادا کوؤ چه تاسو دوئ ته اجازت ورکړو او خبرے ئے اوکړے۔ جناب سپیکرا د دے ملک عدالتونه دی، مونږ د هغے شان کښے داسے خبرے نه شو کولے، په دے چه یو طرف ته مونږه وایو چه آزاد عدلیه د وی او بل طرف ته په هغے باندے د فیصلو نه

مخکښې او د فیصلو نه وروستو تنقیدونه کوؤ، دا خو بیا هم یو جمهوری حکومت دے او داسے حالاتو کښې عدالتونه خپل کارونه کوی خو داسے یو وخت هم وو چه جمهوریت نه وو او ډکټیټرشپ وو او د هغوی د لاس جوړ کوم عدالتونه چه وو، په هغے کښې زمونږه د لیډرانو مقدمے وے او مونږه خپل کیسونه په هغے کښې Argue کول، حالانکه داسے وخت وو چه بغیر د سزا، د جرم آصف زرداری صاحب په جیل کښې لس کاله وو خو بیا هم مونږه داسے نمونه Attitude نه وو ښکاره کړے چه یره د عدالت بائیکاټ او بیا په هغے باندے داسے تنقید، دا حالات وو، د مخکښې نه دا راروان وو او دا فیصله هائی کورټ مخکښې کړے وه او د هائی کورټ نه پس سپریم کورټ ته راغله، په دے وخت کښې پکار وو چه نواز شریف صاحب، زۀ ئے ډیر عزت کومه، قابل احترام دے په دے چه بی بی سره، آصف زرداری صاحب سره او بیا داسے ښه یو شے ئے روان کړے وو چه یره دا جمهوریت بحال شی نو په دغه باندے پکار وو چه خپل شے هغوی Argue کړے وے، اوس هم وخت دے، Review petition کیدے شی. دوئ خبره اوکړه چه گورنر راج جوړ شو، مونږه ته په دواړو فیصلو باندے افسوس دے خو په داسے وخت د گورنر راج نه بغیر څه گزاره وه؟ د سپریم کورټ فیصله راغله، صدر صاحب ترینه خبر نه وو، وزیر اعظم صاحب ترینه خبر نه وو او بیا یکدم نوازشریف صاحب پریس کانفرنس اوکړو او په صدر صاحب باندے تنقید، په سپریم کورټ باندے تنقید، نو داسے حالات ئے جوړ کړل او دا خبره پکښې چه زۀ صدر صاحب سره هم نه ملاویږم، خبره به نه کوم نو چه کله یو وزیر اعظم Disqualify شی، د هغه حکومت خامخا بیا ختمیږی او بیا گورنر راج ولے جوړ شو؟ هغه جمهوری طریقے باندے هغه شے مخکښې لا نه ړو چه یره داسے محتاط طریقه چه تر اوسه پورے راروانه وه، نوازشریف صاحب کوله، زمونږه د پارټئ لیډرانو کوله، هغه اختیار نه شوه او Reaction راغے او دا نمونه خبره چه مونږه د صدر خلاف، د مرکزی حکومت خلاف احتجاج، بغاوت اوچت کړو، سرکاری افسران او نورو خلقو ته چه د دے حکومت تاسو حکم مه منئ او د یو بغاوت شکل اختیار شو نو داسے حالاتو کښې مونږه به دا جمهوریت څنگه مخکښې بیایو؟ او هغه وخت ماته یادیږی چه 4 جولائی1977

کښې اپوزیشن او ټریژری بنچز کښیناستل او خپلے فیصلے ئے اوکړے او په 5 جولائی باندے بیا یو ډکټیټر راځی او هغه منتخب حکومت ختموی او بیا افسوس په دے خبره دے چه کوم فریق ناست وو، 'ایګریمنټ' شوے وو د اپوزیشن او د سرکاری بنچونو، هغه اپوزیشن اولګیدلو او ضیاءالحق هغه غیر جمهوری، غیر آئینی، غیر قانونی چه کوم حکم کړے وو، وزیر اعظم برطرف، اسمبلئ برطرف، ختم، سینیټ ختم او بیا هغه خلق د هغوی په شا باندے اودریدل نو د هغه وخت نه د جمهوریت ټرین چه پاټلئ نه راکوز شوے دے نو تر اوسه پورے بیا پاټلئ ته خیژی نه۔ نو داسے حالات، داسے ښه خبرے صابر شاه صاحب اوکړے، اوس هم وخت دے، اوس هم مشران اسفندیار ولی صاحب، مولانا صاحب او نور داسے خلق شته چه هغه په دے خبرو کښے لګیا دی او مخکښے ئے بیایئ نو زمونږه دا عرض دے چه دا نمونه فضاء، دا نمونه یو ریزولیوشن نه دی مخکښے کول چه هغه کوم حالات ښه جوړیږی، ښه طریقے ته ځی، په ښه طریقه باندے دغه کیږی چه مونږه په هغے کښے رکاوټ راولو۔ پکار دا ده چه مونږه مخکښے لاړ شو او زهٔ خاصکر د خپلے صوبے د عوامو شکریه ادا کوم چه د دغے خلاف داسے خاص Reaction او نه شو، خلق راؤ نه وتل، په دےوجه چه خلق وینی چه کوم روایت، کومه هغه خبره ده چه ګورنر راج، هر څوک خبره کوی، زهٔ د زیارت په ورځ-----

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> بیٹھیں۔ جب ایک رکن تقریر کر رہا ہو تو مہربانی کر کے سننے کے بعد پھر۔

<u>سینیئر وزیر (منصوبہ بندی):</u> د زیارت په ورځ،د جمعے په ورځ باندے زهٔ په هزاره کښے وومه او د دوئ خلق چه کوم د دوئ په وینا باندے راا‌و نه وتل، په هری پور کښے د جمعے په ورځ صرف د نیمے ګهنټے هړتال وو، دغه شان په ایبټ آباد کښے د نیمے ګهنټے هړتال وو او دا نه وایمه چه څومره کسان راوتی وو، په درجنونو باندے خلق راوتی وو، په دے هغوی پوهیدل چه عوام غواړی چه په دے ملک کښے افراتفری جوړه نه شی، جمهوریت مخکښے لاړ شی۔ اوس زما سوال دے چه د دے ځائے مونږه دا شے په ښه طریقه باندے بوځو او داسے غلطه

نمونه، سخت اقدام وانخلو چه کوم مشران هلته لگیا دی او هغوی کومه روغه کوی چه په هغے کښے بیا دغه نه شی۔ ډیره مهربانی، شکریه۔

جناب سپیکر: قلندر خان لودھی صاحب۔

حاجی قلندر خان لودھی: میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید طاقتور طاقتور ہوتا ہے میرے خیال میں، آپ کے خیال میں پاکستان مسلم لیگ کی آپ کو اتنی ضرورت بھی نہیں ہے اور کوئی بات بھی نہیں ہے، دیوار سے لگانے کی جو بات اکثر یہاں پر ہوتی ہے۔ میں یہ چاہ رہا تھا کہ میں بات کر لیتا اور اس کے بعد رحیم داد خان میری بات بھی سن لیتے۔ جناب سپیکر، عجیب بات ہے کہ ہم قومی سیاست کو گلی کی سیاست تک لے آئے ہیں۔ ہمارے خاندانی جو روایات ہیں اور یہ ابھی بھی چل رہی ہیں اور ہر جگہ میں یہی معاملہ ہے کہ کوئی بھی طاقتور ہے، کوئی وڈیرا ہے، اس کا کوئی چھوٹا برخوردار، نوکر کسی کی پگڑی جب اچھال دیتا ہے تو وہ جو وڈیرا ہوتا ہے، وہ یہ کہتا ہے کہ بہت برا ہوا، ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا، یہ کیونکر ہو گیا؟ یہ قومی سیاست کو ہم گلی کی سیاست کے ساتھ لے آئے ہیں اور یہ جو بیانات آرہے ہیں، جو لوگ سابقہ ادوار میں تھے وہ Practically باہر کام کرتے ہیں، انہیں بیان بازی سے نہیں، لیکن میں پیر صاحب سے اپنی ہندکو کی ایک بات کرونگا کہ پیر صاحب، 'کس کی تھی، آپے کی تھی' اور یہ قانون قدرت ہے کہ جو جس کے ساتھ کرے گا، ان کے ساتھ ویسا ہو گا۔ آج کون کس کے ساتھ دست و گریباں ہے، یہ قدرت کا ایک قانون ہے۔ بہر حال جو کچھ ہوا، اس کی میں مذمت کرتا ہوں اور بڑی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ یہاں بہت بڑی لیڈر، بے نظیر بھٹو صاحبہ کا نام لیا گیا، واقعی وہ عالمی لیڈر تھیں، کوئی مانے یا نہ مانے وہ اس ملک کا قیمتی اثاثہ تھیں، ان کے بعد بڑی پارٹی نواز شریف مسلم لیگ (ن) کی ہے۔ جناب میاں صاحب بہت ہی قابل احترام ہیں اور ان کی بڑی عزت ہے، وہ بھی انٹرنیشنل لیڈر ہیں۔ ان کے بعد شہباز شریف ہیں، ان کا بھی اپنا ایک مقام ہے۔ جناب سپیکر! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عدالتیں آزاد ہیں، عدالتیں آزاد رہنی چاہئیں، یہ ٹھیک ہے، ہم سب اس پر، اس میں کم از کم میری پارٹی، ہم لوگ دو رائے نہیں رکھتے ہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ گورنر راج جو ہے، یہ کس کی 'پاور' میں تھا، یہ کس نے کر دیا؟ یہ نہیں ہو سکتا تھا کہ فرض کیا عدالت کا فیصلہ چیف منسٹر کے خلاف آ گیا تو اس کو دعوت نہیں دی جا سکتی، اس کی پارٹی کو کہ آپ Next آدمی لے آئیں؟ اگر وہ نہ کرتے تو اس سے Next جو پارٹی ہو، مسلم لیگ (ق) لاتی، پیپلز پارٹی لاتی، یہ جمہوری روایت کو کیوں پامال کیا گیا؟ ٹھیک ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ اور یہ سب چاہتے ہیں کہ عدالتیں بالاتر ہوں اور اب بھی ہم کہتے ہیں کہ ایک آدمی کے آنے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، جناب سپیکر، عدلیہ آزاد ہو، اس پر ہمارا یقین ہے اور

عدلیہ کا جو فیصلہ ہے، ٹھیک ہے لیکن اس کے بعد جو صدارتی فرمان آتا ہے، ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں، یہ جمہوری روایت کے بالکل خلاف ہے۔یہ آئندہ کیلئے جناب سپیکر، پیر صاحب نے بہت لمبی چوڑی باتیں کیں، میں اس کے پیچھے نہیں جاتا اور اپوزیشن لیڈر درانی صاحب نے بھی، یہاں پر تو یہاں تک کہا گیا کہ اگر آپ کو ایک آدمی پسند نہیں ہے، آپ کو ایک جماعت پسند نہیں ہے اور آپ طاقت میں ہیں تو آپ اس کو نکالتے ہیں جیسے مکھن سے بال کو نکالا جاتا ہے۔ جناب سپیکر، یہاں چند دن پہلے سینیٹ کے الیکشن، ابھی ہوئے ہی نہیں، ان کے داخلے ہوئے، یہاں Candidate پاس ہو گیا، اس کو ریٹرننگ افسر نے کہا، پاس ہو گیا اور Scrutiny میں اس فورم پر پاس ہو گیا، ہائیکورٹ نے اس کو اجازت دے دی لیکن جناب سپیکر، اس کا فرمان جب جاری کیا گیا، اس کے خلاف الیکشن کمیشن نے Suo moto لے لیا۔ جس ملک میں یہ بات ہو جناب سپیکر، وہ جمہوریت کی کیا بات کرتے ہیں؟ یہاں جو ہر 'پاور' والا ہے، وہ اپنی مرضی کرنا چاہتا ہے اور ہر کوئی بات وہ اپنے خیال کے مطابق لانا چاہتا ہے تو اس آدمی کو جمہوری حق سے محروم کر دیا اور اس کا سیون سٹار پلازہ جو کھربوں، اربوں کا ہے، اس کیلئے بلڈوزر بھیج دیئے گئے Dismantle کرنے کیلئے، اس کے ساتھ کیا کیا؟ اس ملک میں کیا کیا رونا ہم روئیں گے، کس کس کی بات کریں گے؟ پیر صاحب یہاں پر جو چاہتا ہے، جو اوپر ہار جاتا ہے، بات کرتے ہیں کہ اس سے پہلے کیا ہوتا، آپ بات کرتے ہیں، میں تو نہیں کہتا لیکن آپ کہتے تھے کہ ڈکٹیٹر شپ آج سے، جناب پیر صاحب آج پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈکٹیٹر آ گیا تو یہ چیز کیسے دور ہو گی کہ ہم سب اپنے آپ کو شریک کریں گے، ایک دوسرے پر تنقیدوں سے یہ بات نہیں ہو گی۔ جو ہم اپنے لئے پسند کرتے ہیں، وہ دوسروں کیلئے بھی پسند کریں۔ اگر ہم اپنی عزت چاہتے ہیں تو دوسروں کی بھی عزت کرنی چاہیئے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ میرے لئے بہتر ہے تو دوسرے کو برداشت کریں گے۔ جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، سرحد اسمبلی کی ایک ایسی روایت ہے، ہم سب پٹھان ہیں، اس کے رہنے والے ہیں، اس کی اپنی روایت ہے، اس میں بہت ساری قومیں رہتی ہیں لیکن سب کی ایک روایت ہے، وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کو ہم برداشت کرتے ہیں۔ پچھلے پانچ سال ایم ایم اے کی گورنمنٹ تھی، اس سے بھی ہمارا اختلاف ضرور ہوا لیکن ایک حد تک، ایک عزت تک، کسی نے وہ نہیں دیکھا کہ جو پچھلے پانچ سال اسمبلی میں ہوتا رہا اور کل جو واقعہ ہوا ہے، یہ کیوں؟ یہ بات ہے، یہ قرینے ہیں قوم کی جناب سپیکر؟ یہ جاتے ہیں اور منع کرتے ہیں کہ یہ نہ کرو، دہشت گردی نہ کرو، ہم خود دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں۔ جہاں تک ہم اگر کسی کو ایک تھپڑ مار سکتے ہیں اور ماریں تو یہ بھی دہشت گردی

ہے۔ ہم کلاشنکوف والوں کو کہتے ہیں کہ تم کسی کو نہ مارو، یہ سب اپنی اپنی جگہ پر سوچیں اور میں اس وقت بہت زیادہ Appreciate بھی کرتا ہوں اور شاباش اور تحسین بھی پیش کرتا ہوں اپنی صوبائی گورنمنٹ کو کہ آپ نے بہت مشکل حالات میں صوبے کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے اور صوفی محمد کے ساتھ آپ نے جو معاہدہ کیا ہے، ہم ہر فورم پر، ہر وقت اس کے حق میں ہیں اور یہ میرے صوبے کے مفاد میں ہے اور میرے ملک کے مفاد میں ہے اور اس کو ہونا چاہیئے۔ ہم کسی کے محکوم نہیں ہیں، کسی سے Dictation نہیں لینی ہے۔ ابھی ہم کہتے ہیں کہ باہر سے Dictation آ رہی ہے، جب ہم اپنوں کو Dictation دیتے ہیں تو ہمیں کتنا برا لگتا ہے، اسلئے اس صوبے پر بھی کسی کو Dictation کا حق نہیں ہے۔ یہ ہمارے صوبے کا معاملہ ہے اور یہ Stable ہو گا، ہمارا صوبہ مضبوط ہو گا تو پورا ملک مضبوط ہو گا۔ جناب سپیکر! یہ جو مسئلہ ہے، ہم نے اپنی گورنمنٹ کی بہت اچھی نیک نامی کی ہے اور اس کو آگے جتنا بھی، اس پر Implementation جلدی ہو، وہ ہمارے حق میں ہے۔ اس میں جو لوگ ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ مجھے پسند ہے، آپ کو پسند ہے، میرے صوبے کے عوام کو پسند ہے، اس ساری قوم کو پسند ہے لیکن چند لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں پسند نہیں اور وہ بھی ہمارے ساتھ رہ رہے ہوں گے تو وہ اس کو سبوتاژ نہ کریں۔ اسلئے اس پر جتنا جلدی ہو، گورنمنٹ سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ جتنا جلدی Implement ہو سکے، اس پر ہونا چاہیئے تاکہ ہمارے صوبے کے لوگ سکھ کا سانس لے سکیں اور جناب سپیکر، میرا ملک اس وقت ان نخروں کا متحمل نہیں ہے جو یہاں جمہوری روایت کے ساتھ کئے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے جس کی اکثریت ہے، اس کو دی جائے۔ جناب سپیکر! ابھی میں اس بات پر کہنا نہیں چاہتا کہ آپ کہیں گے کہ وہ دیکھیں آپ نے پیٹیشن کمیٹی بنائی، میری پارٹی کو آپ نے Ignore کر دیا۔ اب یہ روایت بن گئی ہے کہ جو نہیں کہتا، جو نہیں بولتا، جو مائیک نہیں کھینچتا، جو زیادہ شور نہیں کرتا، اس کو یا تو دیوار کے ساتھ لگا لو یا اس کو بس قوم کی حیثیت سے کچھ پتہ نہیں ہے یا شور ہی سے سب کچھ ہوتا ہے اور میری اس وقت پیر صاحب سے اور پیر صاحب کی پارٹی سے اور میاں صاحب سے مودبانہ یہ ریکویسٹ ہے کہ جو Agitation کریں گے تو کس کو ماریں گے، یہ کس کو تباہ کریں گے؟ آگے پیپلز پارٹی والے Agitation کریں گے، اس کا Reaction کریں گے، کس کو ماریں گے، کس کو تباہ کریں گے؟ یہ ملک آیا اس کا متحمل ہو سکتا ہے؟ ہم نے بیٹھ کر ابھی مولانا فضل الرحمان صاحب، اسفندیار ولی صاحب، باقی شجاعت صاحب ہیں، باقی قائدین ہمارے، یہ سارے بیٹھیں، ان کی سوچ ہے، تماشہ کوئی بھی نہ دیکھیں، یہ تماشہ دیکھتے دیکھتے سب کا تماشہ

بن جائے گا، یہ تماشے کی بات نہیں ہے۔ دو میں کشتی، ٹکراؤ آ جاتا ہے اس ملک کی خاطر، اس صوبے کی خاطر، اپنی اچھائی کی خاطر، اپنی نسل کی خاطر بیٹھ کر اسے سلجھایا جائے۔ دو لوگ آمنے سامنے آ جائیں تو وہ نہیں کر سکتے، ایک کہتا ہے میری ہار ہو جائیگی، دوسرا کہتا ہے میری ہار ہو جائیگی۔ دوسروں کی ڈیوٹی بنتی ہے، ان کا فرض بنتا ہے، دوسرے پارٹیوں کے قائدین کا، کہ ان دونوں بڑی پارٹیوں کو آپس میں بٹھا کر ان میں جو بات، جو Tension ہو گئی ہے، وہ اس کو ختم کریں اور جلد از جلد گورنر راج ختم کرکے اور یہ میرا اور میری پارٹی کا مطالبہ ہے کہ جلد سے جلد گورنر راج ختم کرکے اور اس صوبے میں دعوت دی جائے کہ جو بھی پارٹی اپنا وزیر اعلیٰ لا سکتی ہے تاکہ جمہوری روایات قائم ہوں اور یہ سفر رواں دواں ہو جائے۔ شکریہ، جناب سپیکر۔

Mr. Speaker: The House is adjourned for thirty minutes for tea break and prayer.

(اس مرحلہ پر چائے اور نماز کیلئے ایوان کی کارروائی بیس منٹ کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: ڈاکٹر یاسمین جسیم بی بی۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی، سکندر شیرپاؤ صاحب۔

جناب سکندر حیات خان شیرپاؤ: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ ډیره مهربانی جناب سپیکر، چه تاسو ما له یو اهم موضوع باندے د خبرے کولو موقع راکړه۔ جناب سپیکر، کله چه د فروری 2008 الیکشن اوشو نو د خلقو یو امید راپیدا شو، یو طمع ئے راپیدا شوه او خصوصاً چه کله حکومتونه جوړیدل او په مرکز کښے دواړه غټے سیاسی پارټی رایوځائے شوے نو د هغے یو ښه تاثر لاړو او د هغے نه دا یو میسج لاړو چه دے خل زمونږ د ملک کوم سیاسی لیډر شپ دے، سیاسی قیادت دے، کوم Politicians دی نو هغوی د خپل د ماضی غلطو نه یو سبق اغستلے دے او دے خل هغه Political maturity چه کوم پکار ده چه مونږه ډیر مخکښے ښودلے وے، د هغه Political maturity یو پیغام لاړو۔ ورسره ورسره چه کله زمونږ صوبه کښے، زۀ به اووایمه چه زمونږ صوبے د هغه روایت بنیاد کیښودلو چه کله ستاسو د الیکشن، د ډپټی سپیکر صاحب الیکشن، د چیف

منسټر الیکشن کښې Unanimous یو دغه اوشو او ټولو سیاسی پارټو دا اوکړل۔ د ے وخت کښې چه د ملک کوم حالات دی، هغے ته مونږ دا دغه کوؤ او خاصکر د صوبے چه زمونږه کوم حالات دی چه هغه ځان ته مخامخ ایږدو او په دے وخت مونږه رکاوټونه نه اچوؤ نو د هغے سره نور هم ښه یو میسج لاړو او د خلقو دا طمع وه چه دے ځل به سیاسی قیادت رایوځائے کیږی او د عوامو او د ملک چه کومے مسئلے دی، د هغے د حل د پاره به یو کوشش کوی۔ هغه زمونږه په سیاستدانانو باندے یو دغه لګیدلے وو چه دوئ د خپل اقتدار د پاره کوششونه کوی، هغه شے به ختم شی او د عوامو د مشکلاتو د حل د پاره، د عوامو چه کوم مشکلات دی او د هغوی چه کوم ضرورتونه دی،د هغے د حل د پاره به یو کوشش شروع شی خو جناب سپیکر، زۂ نن ډیر افسوس سره وایمه چه په دے تیره هفته کښې چه دا کوم واقعات اوشول نو هغه ټول تاثر چه دے، هغه ختم شو۔ نن بیا د هغه سن 1980 او د سن 1990 د دهائی چه کوم یو چکر وو، هغه بیا داسے ښکاری چه شروع کیږی لګیا دے۔ جناب سپیکر، د ګورنر راج دا کومه فیصله چه اوشوه په پنجاب کښې نو مونږه پخپله هغه قوتونو له او هغه خلقو له حالات جوړوؤ لګیا یو او ماحول جوړوؤ چه کوم همیشه نه د سیاسی قوتونو خلاف وو۔ چه چا همیشه سیاستدانان نه دی برداشت کړی، چه چا همیشه د سیاستدانانو خلاف سازشونه کړی دی، هغه قوتونو له مونږه پخپله هغه لاره جوړوؤ لګیا یو۔ جناب سپیکر! دا وخت داسے دے چه خصوصاً که مونږه خپلے صوبے باندے نظر واچوؤ نو زمونږه صوبه کښې داسے حالات دی، یو داسے هور لګیدلے دے چه په دے وخت کښې پکار دا وه چه د ملک ټول قیادت چه دے، د هغوی توجه زمونږ دے صوبے طرف وے، دلته کښې امن راوستلو طرف ته وے، زمونږه دا مشکلات چه دی، دغه حل کولو طرف ته وے۔ دغه شان په بلوچستان کښې چه کوم حالات دی یا په نورو ځایونو کښې چه هغے طرف ته وے، د دے ضرورت نه وو چه مونږه ځان له محاذونه کهلاؤ کړو۔ دا چه پنجاب کښې څه کیږی لګیا دی جناب سپیکر، دا د ټولو سیاسی پارټو د پاره به ښه نتائج نه راڅی۔ که نن د چا دا خیال دے چه یره دے سره به هغوی ته څه تقویت ملاؤ شی نو دا یو غلط فهمی ده۔ دا که تقویت ملاویږی نو هم هغه دریم قوتونو ته به

ملاوېړی، سیاسی پارټو ته به نه ملاوېږی، سیاستدانانو ته به د دے تقویت نه ملاوېږی۔ جناب سپیکر، نن د دے ضرورت دے چه مونږه ټول یوځائے کښېنو او د مسئلو حل، چه کومه دا خبره ده چه د فروری د الیکشن نه پس شوے وه، چه د مفاهمت کومه فضاء جوړولو خبره شوے وه، هغه طرف ته لاړ شو نو هله به د دے مسئلو حل رااوځی۔ خو که نن بیا مونږه هغه غلطئ دهراؤ کړو چه کوم په ماضی کښے مونږه ټولو کړی دی نو بیا به جناب سپیکر، د هغے ښه نتائج نه رااوځی۔ د هغے نتائج چه دی، هغه نن د پنجاب د پاره ښه نه دی، سبا به زمونږ د صوبے د پاره ښه نه وی، بل سبا به د بل چا د پاره ښه نه وی، بل سبا به د بل چا د پاره ښه نه وی۔ جناب سپیکر، زۀ د خپلے پارټئ د طرفه دا مطالبه کوم چه فی الفور دا کوم ګورنر راج چه هلته کښے لګیدلے دے په پنجاب کښے، چه دا د فوراً ختم کړے شی او زر تر زره جمهوری طریقے سره اسمبلی د هم کار شروع کړی او د صوبائی حکومت د پاره چه کوم آئین کښے طریقه کار لیکلے شوے دے چه د هغے مطابق فوراً د اجلاس رااوغښتلے شی او هلته کښے د صوبائی حکومت جوړ کړے شی۔ جناب سپیکر، ورسره ورسره زۀ دا هم خبره کومه چه د سیاستدانانو خلاف فیصلے چه دی، هغه حق صرف عوامو ته حاصل دے، هغه چا ته دغه نشته چه هغوی د د سیاستدانانو د نااهلئ فیصلے کوی۔ دا سیاستدان چه دی، مونږه ټول جمهوری خلق چه یو، مونږه د عوامو نه یو او عوامو ته دا حق حاصل دے چه هغوی څوک منتخب کوی، څوک مسترد کوی۔ دا حق مونږه چا له داسے نه شو ورکولے چه راځی دا یو څو کسان د کښېنی او هغوی د د خلقو د اهلیت او د نااهلیت فیصلے کوی۔ جناب سپیکر، دا Complaint چه شروع شوے دے، د دے به ښه اثرات نه رااوځی او خلق، خصوصاً دا کوم حالات چه دی نن، دیکښے دے سره به دا نور هم خرابیږی۔ جناب سپیکر، مونږ دے موقع باندے د پی ایم ایل (این) چه کوم موقف دے، پیر صاحب چه کوم موقف بیان کړو، د هغے مکمل حمایت کوؤ او مونږه دا *(تالیاں)* دغه دے چه زر تر زره جمهوری طریقے سره د دا اوشی، طریقه کار د روان شی او څومره چه زر وی چه دا ګورنر راج د ختم کړے شی۔ ورسره ورسره چه پیر صاحب چه کوم د قرارداد خبره کړے ده، مونږه د هغے مکمل حمایت کوؤ، جناب سپیکر۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: جی عبدالاکبر خان۔

بیگم یاسمین نازلی جسیم: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: تۀ خو بل موضوع ته ځے کنه، اود ریږه د بے باندے لږ، د بے پسے۔

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اس موضوع پر جو پیر صاحب نے اٹھایا تھا، کچھ بول سکوں لیکن جناب سپیکر، یہ آپ کی اور اس ہاؤس کی انتہائی بڑائی ہے کہ جو بزنس ایجنڈے پر نہیں تھا، جو نہ ایڈ جرنمنٹ موشن کی شکل میں آیا، نہ کسی اور شکل میں آیا اور آج سارا دن، میں آپ کی توجہ رول 24(2)(b) کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ "No business, not included in the List of the Business, shall be transacted at any Formal and اور sitting, except business of a formal or ceremonial" ceremonial تو دعا بھی ہو گئی اور انہوں نے حلف بھی اٹھا لیا، وہ تو آپ نے اجازت دیدی، وہ تو صحیح ہے لیکن اس کے بعد جو بزنس ایجنڈے پر نہیں ہے اور سارا دن اس ہاؤس نے اس بزنس کو 'ڈسکس' کیا کہ یہ آپ کی بڑائی ہے اور پیر صاحب کو سارے ہاؤس نے 'سپورٹ' کیا اور اس کو سنا بھی اور اس کے بعد بھی 'سپیچز' سنیں اگرچہ یہ Matter وہی، مطلب اگر یہ Proper طریقے سے لاتے تو Proper طریقے سے ہو سکتا لیکن آپ نے اجازت دی جناب سپیکر، میں۔۔۔۔

مفتی کفایت اللہ: پوائنٹ آف آرډر۔ جناب سپیکر صاحب! زمونږ معزز ورور عبدالاکبر خان چه کومه خبره دلته ایوان کښے اوکړه چه تاسو د بړائی نه کار واغستو نو مونږه منو خو ورسره ورسره دوئ د دا هم اووائی چه دا بړائی ده او که نه ستاسو د پاره د بړائی نه ده؟ (قہقہے)

جناب عبدالاکبر خان: لیکن ان تمام سے قطع نظر پھر بھی آپ نے اجازت دی اور پیر صاحب نے بڑی مفصل تقریر کی اور اپنا موقف بیان کیا اور سارے ہاؤس نے ان کا ساتھ دیا لیکن سب سے پہلے جی میں امتیاز شاہ گئی کو مبارکباد دیتا ہوں اور یقین کیجئے کہ جب حلف اٹھانے کیلئے آپ نے نام پکارا تو مجھے افتخار شاہ گئی یاد آ گئے اور اس نوجوان نے بہت تھوڑے عرصے میں اپنے حلقے کے اور علاقے کے لوگوں کی اتنی خدمت کی کہ اس سے تقریباً دوگنا ووٹ امتیاز شاہ گئی کو مل گئے۔ (تالیاں) جناب سپیکر! اب پیر صاحب نے بڑے خوبصورت اور جذباتی دلائل کے ساتھ اپنی تقریر کی لیکن ایک چیز ہمیں ابھی سمجھ نہیں آ رہی ہے

کہ جب بھٹو صاحب زندہ تھے تو بھٹو صاحب خراب تھے، اس کے خلاف پی این اے کی مومنٹ تھی، جب وہ اس دنیا میں نہیں رہے، بے نظیر بھٹو صاحبہ آئیں تو پھر بھٹو صاحب کا Murder, judicial murder بن گیا اور وہ بڑے قابل انسان بن گئے اور بے نظیر بھٹو جو ہیں نا، ان پر تنقیدیں ہوتی رہیں اور جب بے نظیر بھٹو اس دنیا میں نہیں رہیں تو اب ان کو بہت بڑا لیڈر ثابت کیا جا رہا ہے اور کہتے ہیں کہ زرداری صاحب غلطی پر ہیں لیکن یہ ہو سکتا ہے کل خدا نہ کرے زرداری صاحب نہ ہوں تو پھر دوسرا پیپلز پارٹی والا آئے گا تو وہ خراب ہو گا اور یہ اچھے ہوں گے لیکن جناب سپیکر، جو چیز اس ہاؤس میں 'ڈسکس' ہوئی، اس کے دو 'پورشنز' ہیں، ایک ہے کورٹ کا Decision اور ایک ہے آرٹیکل 234 کے تحت جو گورنر راج ہے۔ جناب سپیکر، جہاں تک کورٹ کے Decision کا تعلق ہے تو اس میں پیپلز پارٹی کی حکومت کی کیا وہ ہے، اس میں زرداری صاحب کی کیا غلطی ہے؟ جناب سپیکر، میں تھوڑا سا پیچھے جاتا ہوں کہ یہ Disqualification کیوں ہوئی؟ جناب سپیکر، جب طیارہ سازش کیس جنرل مشرف نے نواز شریف صاحب پر بنایا تو اس میں ان کی Conviction ہو گئی Life imprisonment، جب Life imprisonment ہو گئی تو کانسٹی ٹیوشن کا آرٹیکل 45 کا جو ہے، جب نواز شریف صاحب جیل میں تھے تو جنرل مشرف نے آرٹیکل 45 کے تحت ان کی سزا کو معاف کیا لیکن Conviction جو ہے، وہ تو Intact ہے۔ پرابلم یہ ہوا اور میرے خیال میں نواز شریف صاحب کے جو دوست ہیں اور جو وکلاء ہیں، ان کے جو ساتھی ہیں، آخر انہوں نے اپیل کیوں نہیں کی؟ اس وقت Conviction کے خلاف انہوں نے اپیل کیوں نہیں کی؟ نواز شریف صاحب تو جیل میں تھے بے چارے لیکن ان کے اپنے ساتھیوں میں کسی نے بھی یہ زحمت گوارہ نہیں کی کہ وہ سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرتے اور سپریم کورٹ سے یہ Conviction quash کراتے۔ اب اس میں ایک مہینے کا ٹائم ہوتا ہے کہ آپ اپیل کریں گے تو Within one month کریں گے لیکن جناب سپیکر، میں آپ کی توجہ آرٹیکل 63 کا جو Disqualification clause ہے، اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور آپ اس میں دیکھیں جو (h) ہے، اس میں ہے کہ "He has been convicted by a court of a competent jurisdiction on a charge of corrupt practices, moral turpitude or" اور یہ جو میں 'or' پڑھ رہا ہوں، اسی پر ان کو سزا ہوئی، "or misuse of power or authority under any law for the time being enforce" تو چونکہ وہ جنرل مشرف کہہ رہے تھے کہ میرے طیارے کو انہوں نے اغواء کیا اور مجھے قتل کرنے کی کوشش کر رہے تھے تو جناب

سپیکر، جب یہ آئین کا آرٹیکل ہے یا تو آپ آئین سے یہ آرٹیکل نکالیں کہ کوئی بھی Convicted person الیکشن لڑ سکتا ہے تو پھر الگ بات ہے لیکن جب تک یہ کلاز اور یہ آرٹیکل 63 اور اس کی جو (h) کلاز ہے، اگر آئین میں ہے تو پھر Convict person پابند ہے کہ .He is disqualified to be elected اب اگر انہوں نے اپیل نہیں کی اس سزا کے خلاف تو اس میں ہماری کوئی غلطی نہیں تھی۔ اچھا دوسری جو بڑی بات ہے کہ جب ہائیکورٹ نے اس کو Disqualify کیا تو چاہیئے یہ تھا کہ وہ سپریم کورٹ کو اپیل پر آتے، اچھا پھر وہ خود Disqualification ان کی ہوئی، مطلب ہے ان کے کاغذات مسترد ہوئے اور اس کی بجائے فیڈرل گورنمنٹ اپیل پر آئی، فیڈرل گورنمنٹ کی اپیل از خود جو فیڈرل گورنمنٹ کے Motive کو ظاہر کرتی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ چاہتی تھی کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ نہ چاہتی تو اس وقت سے سات مہینے پہلے جب ہائیکورٹ نے اس کو Disqualify کیا تو جب Disqualify کیا اور ایک مہینے کے اندر اندر وہ اپیل نہ کر سکا تو پھر وہ تو ختم ہو جاتی لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے از خود، اٹارنی جنرل نے از خود یہ اپیل Lodge کی سپریم کورٹ میں اس کے خلاف۔ اب جناب سپیکر، دنیا کی کونسی عدالت ہے جو اس واضح آرٹیکل کو Ignore کر کے اس کو Qualify کر سکتی ہے؟ ٹھیک ہے، میں مانتا ہوں کہ ان کو عدالتوں پر اعتراضات، ہمارے بھی رہے ہیں، ان کے بھی رہے ہیں، ہمارے زرداری صاحب گیارہ سال تک جیل میں بغیر کسی Conviction کے رہے، بی بی دربدر کی ٹھوکریں کھاتی رہیں، کبھی ایک عدالت، کبھی دوسری عدالت، نواز شریف صاحب کے ساتھ بھی اس طرح ہوا ہوگا اور بھی سیاسی لیڈروں کے ساتھ ہوا ہوگا جناب سپیکر، میں یہ نہیں کہتا لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ Peoples Party is responsible for the action کہ جو انہوں نے خود نہیں کیا تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں بنتا ہے۔ دوسرا جناب سپیکر، جب یہ ہوا، کورٹ نے Disqualification کر لی، اب جناب سپیکر، دو راستے تھے، یا تو یہ ہے کہ نواز شریف صاحب کورٹ کے Decision کو مان لیتے لیکن انہوں نے پہلے سے گراؤنڈ اس طرح بنائی ہوئی تھی، پہلے سے ٹمپریچر اتنا بڑھا دیا تھا، پہلے سے کورٹ پر عدم اعتماد کا اظہار کیا تھا، ججوں کو تقریباً گالیاں دی گئی تھیں، ججوں کو نہ ماننے کی بات ٹیلیویژن پر اور جلسوں میں اور ہر جگہ ہوئی تھی، تو انہوں نے کہا کہ، جیسے ہی Decision آیا تو انہوں نے کہا کہ عوام اس کے خلاف کھڑے ہوں اور نکل جائیں۔ انہوں نے ایک پوری کال دیدی، پریس کانفرنس کر دی کہ عوام اس فیصلے کو نہیں مانتے اور میں لوگوں کو کہتا ہوں کہ وہ سڑکوں پر آئیں۔ اب جناب

سپیکر، سٹیٹ کے پاس پھر کیا راستہ رہ جاتا ہے؟ میں آپ کی توجہ آرٹیکل 234 کی طرف، سب دوستوں نے ذکر کیا، اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں، "If the President, on receipt of the report from the Governor of a Province or otherwise, is satisfied that a situation has arisen in which the Government of the Province can not be carried on in accordance with the provision of the Constitution, the President may, or if a resolution in this behalf is passed at a joint sitting shall, by proclamation, (a) assume to himself, or direct the Governor of the Province to assume on behalf of the President, all or any of the functions of the government of the Province, and all or any of the powers vested in, or exercisable by, any body or authority in the Province, other than the Provincial Assembly;". جناب سپیکر، جب ایک پارٹی کا قائد، جس کو ہم مانتے ہیں کہ بہت بڑا لیڈر ہے اور جب وہ سٹیج پر آ کر کہتا ہے کہ نکلو، جب ان کی پنجاب میں گورنمنٹ ہے اور وہ کہتے ہیں کہ نکلو اور جب وہ کہتے ہیں، عوام کو کہتے ہیں کہ بھئی سڑکوں پر آ جاؤ تو پھر یہ کیسی گورنمنٹ ہو گی جو According to the Constitution چلے گی، According to the Law چلے گی؟ جب وہ خود کہتا ہے کہ بھئی جلاؤ گھیراؤ شروع کرو ایک قسم کا، جب نکلیں گے تو Naturally لوگ جذباتی ہوں گے، Naturally لوگ ہنگامے کریں گے تو اب سٹیٹ کے ساتھ کیا 'پاور' رہ جاتی ہے؟ اگر یہ Proclamation نہیں کرتی ہے آرٹیکل 234 کے تحت تو پھر سٹیٹ کیا کرے گی؟ جب گورنمنٹ Revolve کرتی ہے ایک صوبے کا، ایک بڑے صوبے کا وزیر اعلیٰ اور اس کا قائد انقلاب کی بات کرتا ہے تو پھر آپ کے فیڈرل کانسٹی ٹیوشن میں یہ آرٹیکل کیوں ڈالا گیا؟ یہ آرٹیکل Unconstitutional تو نہیں ہے، یہ کانسٹی ٹیوشن کا حصہ ہے، آرٹیکل 234 کانسٹی ٹیوشن کا حصہ ہے، باہر سے کوئی چیز نہیں ہے۔ ہاں اس کی Imposition پر تنقید ہو سکتی ہے لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب پارٹی کا لیڈر لوگوں کو کہے کہ ہم اس فیصلے کو نہیں مانتے اور آپ سڑکوں پر نکل آئیں، آپ احتجاج کریں، اب ٹائر جلنے شروع ہو جاتے ہیں، لوگ سڑکوں پر نکل آجاتے ہیں اور افسوس کا مقام ہے کہ جس بے نظیر بھٹو کو اتنا بڑا لیڈر کہا جا رہا ہے، ان کی یادگار پر حملے کئے جاتے ہیں تو جناب سپیکر، یہ Anarchy کی طرف نہیں بڑھ رہا تھا، یہ سول نافرمانی کی طرف نہیں بڑھ رہا تھا، یہ ایک Clash کی طرف نہیں بڑھ رہا تھا جس سے کسی اور قوت کو موقع ملتا کہ وہ آکر یہاں پر قبضہ کرتا، کیا ہم تصادم کی طرف نہیں جا رہے تھے؟ جب آپ بے نظیر بھٹو کی یادگار پر حملہ کریں گے تو کیا اس کے ورکرز جو ہیں، وہ خاموش تماشائی رہیں گے؟ Naturally وہ بھی نکل آئیں گے،

وہ بھی اس طرح حرکت کریں گے اور جب گورنمنٹ کا لیڈر خود ان کو کہہ رہا ہے کہ نکلو نکلو، مارو مارو، جناب سپیکر، میں کہتا ہوں کہ آرٹیکل 234 ڈالا ہی اسلئے تھا کہ جب آپ کو ایک ایسی 'سچویشن' پیدا ہو جائے، اس میں جو بہت بڑی بات کر دی ہے، میں پھر بھی وہ کہتا ہوں کہ جناب سپیکر، اس کا جو (b) ہے،
"Declare that the powers of the Provincial Assembly shall be exercisable by, or under the authority of, Majlise Shoora (Parliament)"، اس میں تو پراونشل اسمبلی کو تو Suspend نہیں کیا گیا ہے، پراونشل اسمبلی تو Intact ہے۔ کل میں نے ٹیلیویژن پر سپیکر صاحب کی بات سنی تھی، آج کا دن کہہ رہا تھا کہ کل کا دن کہہ رہا تھا کہ ہم اجلاس بلائیں گے اور آج اجلاس پتہ نہیں ہو گا، وزیر اعظم صاحب نے بھی کہا ہے کہ جی ہم نے اسمبلی کو Suspend نہیں کیا ہے جناب سپیکر، ہم نے تو صرف اس حد تک جو۔۔۔۔۔

<u>سردار اورنگزیب نلوٹھا:</u> کیا انہوں نے پنجاب اسمبلی کو تالے نہیں لگائے ہیں؟ آپ ذرا اس کی بھی وضاحت کر دیں۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> نہیں، میں پراونشل اسمبلی کی۔۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker</u>: No cross talk, no cross talk, آپ بیٹھ جائیں۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> میں نے تو کہا کہ وہاں کے سپیکر۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں، عبدالاکبر خان اس طرف، چیئر کی طرف۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> سر، میں نے تو سپیکر پنجاب اسمبلی کے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اس طرف بات کریں۔

<u>جناب عبدالاکبر خان:</u> ہاں اس طرف، ان کا انٹرویو خود ٹیلیویژن پر میں نے سنا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ پیر کو میں نے اجلاس بلایا ہے اور دروازے کھول دیئے گئے تھے، وہ اپنے دفتر میں بیٹھے تھے۔ میں نے خود دیکھا وہ دفتر سے 'جیو' والوں کے ساتھ بات کر رہے تھے اور اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے، فائل پر دستخط کر رہے تھے، اس وقت تالے نہیں تھے اور جب وہ خود کہہ رہے تھے کہ میں نے Monday کو اجلاس بلایا ہے، پھر مجھے پتہ نہیں سر، لیکن یہ ان کے الفاظ تھے اور وزیر اعظم صاحب نے بھی کہا کہ ہم نے اسمبلی کو Suspend نہیں کیا ہے۔ اس میں تو Suspension کی بھی 'پاور' ہوتی ہے، آرٹیکل 234 کے تحت آپ کچھ بھی کر سکتے ہیں لیکن انہوں نے Suspend نہیں کیا، اسمبلی کو برقرار رکھا ہے۔ اب جناب سپیکر، میں سمجھتا ہوں کہ بعض اوقات ہو سکتا ہے، مطلب ہے نواز شریف صاحب کو بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے،

ادھر بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے، اب انہوں نے کہا کہ اسفندیار ولی خان صاحب یا مولانا فضل الرحمن صاحب جس پائے کے لیڈر اگر کوشش کریں اس چیز کو کہ وہ کر لیں، جب حالات نارمل ہوں گے تو پھر آرٹیکل 234 کی ضرورت کیا رہ جائیگی؟ پھر تو دو مہینے Is the Last, کہ دو مہینے چونکہ آئین میں اختیار ہے، آپ ایک دن میں بھی ختم کر سکتے ہیں، دو دن میں بھی ختم کر سکتے ہیں۔ جب بھی اٹھا سکتے ہیں، اس میں کوئی قدغن نہیں ہے کہ دو مہینے تک آپ ضرور رکھیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ جو بڑے لیڈرز صاحبان ہیں، وہ جائیں اور اس میں بات کریں لیکن نواز شریف صاحب کو بھی چاہیئے جناب سپیکر، کہ وہ جلتی پر تیل نہ ڈالیں۔ ہمارا کیا کام ہے جوڈیشری کے ساتھ؟ میں نے افتخار چودھری کو نہیں نکالا، افتخار چودھری تو وہ شخص ہے جس نے 2000ء میں ظفر علی شاہ کیس میں دستخط کر دیئے اس فیصلے پر کہ جنرل مشرف کا Takeover جو ہے، یہ Law of necessity کے تحت جائز ہے۔ یہ وہی افتخار چودھری ہے جس نے جناب سپیکر، (تالیاں) کئی دفعہ ایک ایسے اختیار، جو اختیار اس کے ساتھ نہیں تھا، کانسٹی ٹیوشن میں Amendment کرنے کا، وہ اختیار جنرل مشرف کو اپنے فیصلے میں دیدیا کہ جنرل مشرف آئین میں جتنی بھی ترامیم کر سکتا ہے، اس کے ساتھ اختیار ہے۔ فی الحال میں نہیں کہتا جناب سپیکر، وہ بہت اچھا آدمی ہو گا، بہت شریف آدمی ہو گا لیکن جناب سپیکر، بات یہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے تو کہا کہ بھئی آؤ 'اوتھ' لے لو، پیپلز پارٹی نے کہا ججز کو کہ آؤ جو بھی ججز اس سے Set ہو گئے ہیں، وہ جنرل مشرف کے وقت سے تقریباً نوے پچانوے پرسنٹ۔ ججوں نے آکر 'اوتھ' لیا لیکن ہمیں کوئی بتائے کہ کیا دنیا کی کسی بھی عدالت میں دو چیف جسٹس ہو سکتے ہیں، کیا دنیا کی کسی عدالت میں دو چیف جسٹس کام کر سکتے ہیں؟ اب اگر ڈوگرہ صاحب As a Chief Justice بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کو ہم نے چیف جسٹس نہیں بنایا تھا جناب سپیکر، اب مجھے کوئی بتائے کہ اس کو ہم کیسے نکالیں گے؟ کوئی بھی سپریم کورٹ کا چیف جسٹس، اس کو آپ کان سے پکڑ کر، مشرف تو نکال سکتا ہے لیکن زرداری نہیں نکال سکتا جناب سپیکر۔ (تالیاں) اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے، جذبات سب کے ہوتے ہیں، پارٹی کے لیڈرز ہیں، ہمارے بھی محترم ہیں، ہمارا بھی مطلب ہے کہ جو خفگی ان کو ہے، وہ ہمیں بھی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ قصور اگر ہے تو ان کا اپنا ہے۔ قصور اگر ہے تو ان کی پارٹی کا ہے۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! میں قرارداد کی بات کر رہا ہوں۔۔۔۔۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، آپ بیٹھ جائیں۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر، یہ قرارداد نہیں، یہ تجویز کی بات ہے۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب عبالاکبر خان: جناب سپیکر، جناب سپیکر، ۔۔۔۔۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ سب بیٹھ جائیں۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر! یہ Subjudice ہے، یہ ہائی کورٹ میں Challenged ہے۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں، سارے بیٹھ جائیں، آپ سب بیٹھ جائیں۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

(شور)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: تو یہ آپ دس بولیں گے جو دس کھڑے ہیں؟ ایک بندہ کھڑا ہو جائے نا۔

(شور)

جناب سپیکر: آپ لوگ بیٹھ جائیں، سارے بیٹھ جائیں، سب بیٹھ جائیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر، جناب سپیکر۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: یہ جتنی بھی لیڈیز، آپ معزز اراکین اسمبلی ہیں، آپ اتنے گلے شکوے نہ کریں، میں آپ کو باقاعدہ ٹھیک ٹھاک ٹائم دوں گا۔

(شور / قطع کلامیاں)

بیگم یاسمین نازلی جسیم: جناب سپیکر صاحب، جناب سپیکر صاحب۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بھی بیٹھ جائیں نا، آپ اگر احترام نہیں کرتے ہیں۔

(شور / قطع کلامیاں)

بیگم یاسمین نازلی جسیم: جناب سپیکر صاحب۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ بیٹھ جائیں بی بی، یہ مردوں کو جو آپ بتا رہی ہیں، یہ بھی آپ کے معزز بھائی ہیں، اس ایوان کے رکن ہیں، ایک اہم 'ایشو' پر پیر صاحب اور انہوں نے شروع کی تو آپ مہربانی کر کے مجھے اتنا سخت نہ لکھیں۔ آپ کو باقاعدہ ٹھیک ٹائم ملے گا، ڈاکٹر یاسمین بی بی کو میں نے دو دفعہ پکارا، وہ کہاں ہیں؟ ڈاکٹر یاسمین بی بی! آپ کو باقاعدہ ٹائم دے رہا ہوں، میں نے دو دفعہ آپ کا نام پکارا ہے جی، آپ کیا بتانا چاہ رہی ہیں بی بی؟

(شور / قطع کلامیاں)

جناب عبدالاکبر خان: جناب سپیکر صاحب۔

(شور / قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کا بھی حق بنتا ہے، یہ بھی ہماری محترم ممبر ہیں، ڈاکٹر یاسمین صاحبہ۔

Ms.Yasmin Nazli Jaseem: Thank you so much.

جناب بشیر احمد بلور {(سینئیر وزیر(بلدیات)}: جناب سپیکر صاحب، زهٔ یوه خبره کول غواړم که ستاسو اجازت وی نو۔

(شور)

جناب سپیکر: تاسو څه وئیل غواړئ؟

سینیئر وزیر (بلدیات): او جی، دا یو۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نه او د ریږه جی، د بی بی دا د ریم خط دے چه راځی، جی، بی بی۔

بیگم یاسمین نازلی جسیم: ډیره مهربانی سپیکر صاحب، چه تاسو ټائم راکړو۔ زۀ نن اول ډیره معذرت خوا یم چه زۀ لږ اسمبلئ ته لیټ راغلم، د هغے وجه دا وه چه زۀ یو فنکشن کښے وومه، په هغے باندے زما یو لیکچر وو۔ د هیلتھ پروګرام وو په صوابئ کښے نو هغه لیکچر ما ډیر زر اوکړو او د اسمبلئ سیشن چونکه مخکښے پروګرام نه وو نو هغوی ما له ټائم داسے نه وو د غه کړے نو په هغے زۀ ډیر زیات ستاسو نه معذرت خوا یم جی۔ د ټولو نه مخکښے زۀ خپل ملګری، خپل ورور عالمزیب خان د پاره، د هغوی په خفګان کښے چه هغوی نن د لته نشته۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بس Kindly ذرا سنیں جی۔

بیگم یاسمین نازلی جسیم: جی او د هغوی د پاره سحر تعزیتی اجلاس شوے وو او ډیره د خفګان خبره ده چه زۀ پکښے نه وومه او ما وئیل چه زۀ به نن راځم او د هغوی د پاره به خاص بحیثیت ورور چه هغوی زما ورور، زما Colleague او زما د پارټئ او زما د خدائی خدمت ګار یو ښه خدمت ګار وو، د هغوی د عزت د پاره او د هغوی احتراماً زۀ غواړم چه د هغوی په سیټ باندے زۀ نن د ګلونو دا ګلدسته کیږدم او دا زما د طرف نه یو خور چه زما زړه خوشحاله شی۔ ډیره مهربانی او ستاسو د ټولو په اجازت چه زۀ دا ګلدسته کیږدم۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن اسمبلی نے سابق رکن کی نشست پر گلدستہ رکھ کر کچھ دیر خاموش کھڑی رہیں)

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب! جس طرح میں نے کہا تھا کہ۔۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: لږ صبر اوکړئ، دے بی بی ته مو ټائم ورکړے دے چه هغوی خپل د غه پورا کړی۔

(تالیاں)

جناب سپیکر: شکریہ، بی بی۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: گورئ جی تا سو لہ زۂ اوس موقع در کوم خو لږ کښینئ۔

جناب محمد جاوید عباسی: جناب سپیکر صاحب! آپ ہمیں ٹائم دیں تاکہ ایک قرار داد مذمت پیش کر لوں۔

(شور)

جناب سپیکر: اتنا اچھا ہاؤس چل رہا ہے، اچھی کارروائی شروع ہے، آپ لوگ خواہ مخواہ خراب کرنا چاہ رہے ہیں۔

سردار اورنگزیب نلوٹھہ: آپ ہمیں تھوڑا سا۔۔۔۔

(شور)

جناب سپیکر: دیکھیں 'آؤٹ آف ایجنڈا' میں نے آپ کو ٹائم دیا ہے، دے رہا ہوں لیکن آپ بیٹھ تو جائیں نا۔

(قطع کلامیاں/شور)

جناب سپیکر: یہ پیچھے لوگوں کو تو بیٹھا دو۔

(قطع کلامیاں/شور)

جناب سپیکر: آپ سارے بیٹھ جائیں، بس سارے بیٹھ جائیں۔

(قطع کلامیاں/شور)

شمال مغربی سرحدی صوبہ سیلز ٹیکس (ترمیمی) مسودہ قانون 2009 کا پیش کیا جانا

جناب سپیکر: سب بیٹھ جائیں۔ یہ ایجنڈے پہ ایک دو لفظ ہیں، صرف مجھے پڑھنے دیں۔ یہ جو آئٹم نمبر 10 ہے، آنریبل منسٹر فنانس کدھر ہیں؟ Financer Minister, NWFP, to please introduce before the House that the North West Frontier Province Sales Tax (Amendment) Bill, 2009. Honourable Minister for Finance, please.

Mr. Humayum Khan (Minister for Finance): Mr. Speaker, I wish to introduce the NWFP Sales Tax (Amendment) Bill, 2009, before this august House.

Mr. Speaker: The Bill stands introduced.

پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2007 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

Mr. Speaker: Item No. 11: Honourable Minister for Law, NWFP, to please lay the Annual Report of NWFP Public Service Commission for the year 2007 on the table of the House. Honourable Minister for Law, please.

Barrister Arshad Abdullah (Minister for Law): Thank you, Sir. I wish to lay before this august House the NWFP Public Service Commission, Annual Report 2007. Thank you.

Mr. Speaker: The report stands laid.

Mr. Abdul Akber Khan: Mr. Speaker! point of order.

(قطع کلامیاں/شور)

جناب سپیکر: اگر آپ لوگوں کا یہ رویہ ہے تو میں ہاؤس 'ایڈ جرن' کرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں/شور)

جناب سپیکر: اگر آپ یہ کر رہے ہیں تو میں ہاؤس 'ایڈ جرن' کرتا ہوں۔

(قطع کلامیاں/شور)

Mr. Speaker: The sitting is adjourned till 10.00 am of tomorrow morning.

(اسمبلی کا اجلاس مورخہ 03 مارچ 2009ء بروز منگل صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)